بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, 24th June, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 11.00 a.m. of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى
ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ
فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾
وَهُوَ ٱلَّذِى يَتَوَفَّىٰكُم بِٱلَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِٱلنَّهَارِ ثُمَّ
يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰٓ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۖ
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ
رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّ ۚ
أَلَا لَهُ ٱلْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ ٱلْحَٰسِبِينَ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, 24th June, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 11.00 a.m. of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى
ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ
فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾
وَهُوَ ٱلَّذِى يَتَوَفَّىٰكُم بِٱلَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِٱلنَّهَارِ ثُمَّ
يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰٓ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۖ
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ
رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّ ۚ
أَلَا لَهُ ٱلْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ ٱلْحَٰسِبِينَ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس

کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) مدت معین پوری کر دی جائے پھر تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس روز) وہ تم کو تمہارے عمل جو تم کرتے رہتے ہو (ایک ایک کر کے) بتائے گا۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کئے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر (قیامت کے دن تمام) لوگ اپنے مالک برحق خدا تعالیٰ کے پاس واپس بلائے جائیں گے۔ سن لو کہ حکم اسی کا ہے اور وہ نہایت جلد حساب لینے والا ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔ سید اقبال حیدر صاحب سوال نمبر ا۔

1. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Production be pleased to state the amount spent or losses incurred by Pakistan Steel during the last three financial years on account of :-

(a) payment of demurrage to the Port Authorities ;

(b) payment of Medical Allowance Bills of the Chairman, Directors and Employees ;

(c) payment of overtime to the employees and workmen ;

(d) pilferage, theft, waste and damage of any of the assets of the Mill ;

(e) payment of salaries, fees, allowances and other benefits to the persons employed on Ad-hoc and retainership basis ; and

(f) expenditure on security equipments and payment of gross salaries, allowances and other benefits to the security staff separately in each case ?

Engr. Islam Nabi: The position of payments made/losses incurred by Pak Steel during the last three years is as under :-

(a) Rs. 253,52,902.46

(b) Nil

(c) Rs. 764.20 (Million)

(d) Rs. 9,09,650.02

(e) Payments made to the persons employed :-

(i) on ad-hoc basis. Rs. 103.10 million
(ii) on retainership basis. Rs. 34.30 million

(f) (i) Salary & Allowances. Rs. 83.40 million
(ii) Overtime payment. Rs. 22.20 million
(iii) Purchase of fire arms. Rs. 7,20,000

Year-wise break-up of above payments/losses is attached at Annex.

Annexure

DETAIL STATEMENT REGARDING PAYMENTS MADE/ LOSSES INCURRED DURING THE LAST THREE YEARS AS UNDER

A. **Payment of Demurrage to the Port Authorities**

1988-89	Rs. 44,79,780.66
1989-90	Rs. 1,10,53,140.80
1990-91	Rs. 98,19,981.00

B. **Payment of Medical Allowance Bills of the Chairman, Director and Employees**

All employees of the corporation are fully entitled for medical facilities through Pak Steel registered Doctors, hence no medical allowances are paid.

C. **Payment of Overtime to the Employees and Workers**

1988-89	Rs. 215.00 Million
1989-90	Rs. 215.80 Million
1990-91	Rs. 333.40 Million

D. **Pilferage, Theft, Waste, and Damage of any of the Assets of the Mill**

Losses Incurred	
1988-89	Rs. 2,57,407.59
1989-90	Rs. 6,52,242.43
1990-91	-

E. **Payment to Employees on Ad-hoc & Retainership Basis**

	Retainership Employees	Daily Wages Workers
1988-89	Rs. 04.70 million	Rs. 18.20 million
1989-90	Rs. 12.30 million	Rs. 31.40 million
1990-91	Rs. 17.30 million	Rs. 53.20 million

F. **Payment of Salaries and Allowances to Security Staff**

1988-89	Rs. 26.70 million	. Rs. 640 M Rs. 33.10 million
1989-90	Rs. 27.10 million	Rs. 7.50 MRs. 34.60 million
1990-91	Rs. 29.60 million	Rs. 8.30 MRs. 37.90 million

Amount incurred on purchase of Fire Arms Rs. 7,20,000

جناب چیئرمین: ضمنی سوال؟ کون جواب دے گا ان کی جانب سے؟

سید اقبال حیدر: پہلے تو جناب یہ بتادیں کہ اسلام نبی صاحب ابھی منسٹر ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: ہیں، ہیں۔

سید اقبال حیدر: تو وہ کہاں ہیں۔ وہ انڈر گراؤنڈ تو نہیں ہو گئے؟

جناب چیئرمین: کراچی میں ہیں۔ کیوں جی؟ ان کی جانب سے کون جواب دے گا؟

سید اقبال حیدر: وہ لاجواب ہیں سر۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I request that this may kindly be deferred till the Minister returns.

Mr. Chairman: Hoti Sahib, this is the third time that this is being done. You see these questions were set for answers on the 18th.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, unfortunately he is not here.

Mr. Chairman: But some alternative arrangements should have been made.

Mr. Muhammad Ali Khan: "Insha Allah" we will make arrangements.

Mr. Chairman: I know you were not here and I am glad you are here and I hope there will be more order in the functioning of the House but this is the second time that we are facing this difficulty.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, we see to it that reply is given.

Syed Iqbal Haider: Sir, I think the honourable Leader of the House is forgetting the very fact that it is a parliamentary form of government and it is the joint responsibility of the entire Cabinet.

Mr. Chairman: You are right and this is what I am saying.

Syed Iqbal Haider: And I don't think and I don't know as and when Mr. Islam Nabi will deem it fit to come here.

Mr. Chairman: No, if he will not come then somebody else should take responsibility and answer on his behalf.

Syed Iqbal Haider: Then it should be taken on the next rota day.

جناب چیئرمین: Next rota day. نہیں۔ پھر اس طرح کرتے ہیں کہ۔

پروفیسر خورشید احمد: Monday کو رکھ دیں۔

جناب چیئرمین: کل جمعرات ہے۔ سوموار کو ہے وقفہ سوالات ہمارا؟

سید اقبال حیدر: منگل کو رکھ لیں جناب۔

جناب چیئرمین: منگل کو رکھ لیتے ہیں۔ جی جناب، طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ابھی تک ہمارے علم میں یہ بات نہیں آئی ہے کہ ہمارے محترم بزرگ محمد علی خان صاحب نے کسی وزارت کا حلف اٹھایا ہے کہ انہیں ان کے behalf پر جواب دینے کی کیا ضرورت پڑی؟

جناب چیئرمین: یہ جناب لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : یہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں لیکن کیبنٹ کے ممبر نہیں ہیں کیبنٹ کے ممبر نے اس کا جواب دینا ہوتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: جناب سوالوں کا جواب تو حکومتی بینچز کی طرف سے کوئی بھی دے سکتا ہے۔ لیکن محمد علی خان صاحب نامزد لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ وہ ایوان کو جواب بھی دے سکتے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : حکومتی بینچز کی طرف سے کوئی بھی جواب نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین: I will explain. Leader of the House کا کام یہ ہوتا ہے To orgainse the functioning of the office and this is the problem today. It is not the answer. Leader of the House is responsible for the functioning of the House to see that it is organized in a more

efficient manner. تو آج مسئلہ یہی ہے۔ میں ان سے یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ اسلام نبی کی جانب سے جواب دیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں ایک صورتحال نظر آرہی ہے کہ وزیر نہیں ہے دوسری دفعہ وزیر صاحب موجود نہیں ہے تو اسکے لیے کوئی انتظام ہونا چاہیئے یہ ایشو ہے۔

سید اشتاق اظہر: جناب وزیر مملکت برائے پیداوار موجود ہیں، جام معشوق علی صاحب۔

جناب چیئرمین: وہ بھی نہیں ہیں۔

Ch. Amir Hussain: He is out of country.

جناب چیئرمین: میں یہ پڑھ دیتا ہوں ..... Leader of the House means

قاضی حسین احمد: جو آئی جے آئی کی میٹنگ بلائی گئی تھی اس میں ایم کیو ایم والوں کو بلایا بھی نہیں گیا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ کو پتہ ہے، آپ کو کیسے پتہ ہے کہ ان کو نہیں بلایا گیا تھا۔

قاضی حسین احمد: مجھے پتہ ہے انہوں نے شکایت کی ہے کہ ہمیں بلایا بھی نہیں گیا تھا اور اس لیے اسلام نبی یا جتنے ان کے وزیر ہیں ایم کیو ایم کے تو ان کا پتہ نہیں ہے کہ وزیر ہیں بھی کہ نہیں ہیں جب ان کو میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا۔

جناب چیئرمین: وزیر ہیں، کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا، میں ذرا Leader of the House کی definition clear کرلوں۔

Leader of the House means the Prime Minister or a member appointed by him to represent Government and regulate Government business in the Senate when the Prime Minister is not sitting in the House. تو یہ حکومت کو represent بھی کرتے ہیں اور اس کے business کو regulate بھی کرتے ہیں محمد علی خان ہوتی صاحب۔

جناب گلزار احمد خان: یہ تو بڑے اچھے طریقے سے بات طے ہو گئی ہے کہ یہ وزیروں کی جگہ جواب دے سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: On that, I am not too sure because questions are answered by Ministers responsible for their departments.

جناب محمد طارق چوہدری : لیکن اس کے باوجود نہ ان کی جانب سے جواب دے سکتے ہیں.....

جناب چیئرمین: I agree wtih you کہ یہ منسٹر جو concerned ہوگا اپنے محکمے کا یا جس کو Ministerial responsibility دی گئی ہے کہ کابینہ کا کوئی ممبر ہو یا منسٹر ہو وہ جواب دے۔ یہ آپ صحیح کہہ رہے ہیں سوالوں کا جواب وہ نہیں دیں گے لیکن حکومت کو represent کریں گے generally اور business کو regulate کرنے میں وہ ایوان کا خیال رکھیں گے کوئی اور سوالوں کے جوابات دیئے جا سکتے ہیں۔ Is any Minister prepared for another questions?

چوہدری امیر حسین: Foreign Affairs کے ہیں۔

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب سوال نمبر ۳۔

3. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the steps taken by the Government to establish Embassies/Missions in the newly created five Central Asian States?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju: It has been decided to establish resident missions in Tashkent (Uzbekistan), Alma Ata (Kazakhistan), Dushambe (Tajikistan) and Ashkabad (Turkmenistan). It has also been decided that Bishkek (Kyrghistan) will be covered from Alma Ata.

We have already entered into formal agreement with Kazakhistan, Uzbekistan, Turkemenistan and Tajikistan on the establishment of diplomatic relations and opening of resident missions.

Our resident mission in Alma Ata has already started functioning at Cd'A level. The designated officers for Tashkent and Dushambe have also reached Moscow for briefings whereafter they

will proceed to their posts. The Ambassador-designate to Uzbekistan Mr. Shafqat Ali Shaikh and Ambassador-designate to Kazakhistan Mr. Riaz Mohammad Khan will be leaving for their respective capitals shortly. The whole process is likely to be completed in the next one month.

Mr. Chairman: Supplementary Question?

Syed Iqbal Haider: Supplementary question from Mr. Kanjo is....

I don't think he is here.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Azam Khan Hoti will give answer to the supplementary questions.

Syed Iqbal Haider: Though you have taken the decision to establish Pakistan Embassies in the seven newly independent Muslim States of the former Soviet Union but what action in practice you have taken to actually establish the Embassies' buildings and staff as well as my second ancillary is that are you aware that India has already established its Embassies long ago and why this delay has been caused in establishing Pakistan Embassies in the Muslim States after such an unexplained and unjustified delay?

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! ان کا یہ سوال ۱۶ جون کا ہے اس کے بعد اس میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے ازبکستان کا دارالخلافہ تاشقند ہے وہاں ۲۲ تاریخ کو سفیر جا چکے ہیں۔ شفقت علی شیخ صاحب، اور وہ سفارتخانہ operative ہے اور محترم وزیر اعظم جب تشریف لے جائیں گے تو اس کا باقاعدہ افتتاح کریں گے تازکستان جس کا دارلخلافہ الماتا ہے وہاں Charge'd affairs ہیں اور سیر نامزد ہو چکے ہیں راز محمد خان جو پہلے Director General (Afghan Affairs) تھے اور اس کو ساتھ ہی کرغزستان جن کا دارالخلافہ بشک ہے، وہ look after کرے گا کرغستان سے، Embassy جو ہے look after کرے گی کرغستان میں دوشنبے جس کا دارالخلافہ ہے وہاں بھی Charge'd affairs

ہیں اور operative بہت جلد نامزد کر دیا جائے گا ترکمانستان جس کا دارالخلافہ اشک آباد ہے اس میں بھی establish کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس کے علاوہ ایک مسلم ریاست جو کہ central states میں نہیں آتی آذربائیجان Caspean کے مغرب میں وہاں پر بھی سفارتی تعلقات بحال کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور وہاں پر سفارتخانہ establish کیا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں دیر کیوں لگی ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! سفارتخانہ کھولنے میں اور وہاں پر سفرا کو نامزد کرنے اور اس کے لیے سٹاف نکالنے میں تھوڑا سا وقت لگتا ہے کچھ ایسی مصلحتیں ہوتی ہیں۔

سید اقبال حیدر: ہندوستان نے پہلے کیسے کر لیا۔

جناب چیئرمین: وہ اس لیے کہ ہندوستان کے پہلے سے بہت تعلقات چلے آرہے ہیں اور ان کے پہلے وہاں پر چھوٹے چھوٹے دفاتر تھے تو ان کے لیے وہاں پر یہ کام کرنا بہت آسان تھا پاکستان کو نئے سرے سے کام کرنا تھا۔ ہندوستان کے وہاں پر links موجود ہیں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! آپ نے صحیح فرمایا کہ Ambassader کی نامزدگی میں اور اس کے عملہ کو وہاں سے post کرنے میں۔ کیونکہ ہمیشہ Foreign Offic میں سٹاف excess نہیں ہوتا اس میں ذرا tight position ہوتی ہے تو سفارتخانے کے لیے کافی کچھ involvement ہوتی ہے بہرحال کچھ تو اب operative ہو چکے ہیں اور ایک آدھ جو ہے وہ operative ہونے والا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر ۴ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

4. ***Dr. Muhammad Rehman:** Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that three persons namely Khan Gul, Rasool Khan and Karamath Khan were operated upon in the Federal Government Services Hospital Islamabad on 5-12-1991 and several capsules containing Heroine were recovered from their stomachs?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Yes. Three capsules each were recovered from rectum of Khan Gul and Rasool Khan and two Capsules from the rectum of Karamat Khan in the Operation Theatre of Federal Government Services Hospital, Islamabad. The third capsule from Karamat Khan passed out itself the next morning.

Mr. Chairman: Supplementary Question?

Dr. Muhammad Rehan: Sir, in the normal procedure when surgery is performed on same person it is done with the consent of the person concerned, if the person is conscious and if he is unconscious then it is done with the consent of his relative. So, it may please be told to us that when these persons were operated upon whether the consent had been obtained or not?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Sir, actually these persons were brought by the Deputy Superintendent Police (Customs) to the Hospital and they were operated and found capsuls of narcotics in their abdemens. So, they were operated upon and handed over the capsuls to the concerned authorities. This was the normal procedure adopted.

جناب چیئرمین: نہیں وہ پوچھتے ہیں Consent تھا اور کیا Consent ضروری ہوتا ہے۔

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: They were criminals.

جناب چیئرمین: پہلی چیز تو یہ ہے کہ کیا criminals کی consent ضروری نہیں ہوتی؟

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: This was the consent of the police. I will check it out, Sir.

Mr. Chairman: What is the law?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: I will check it whether their consent was taken or not?

(INTERRUPTION)

Ch. Abdul Ghafoor: They were not the patients for which the consent of those persons was to be required. They were the criminals. They were charged of certain crimes. The police brought them in the hospital. So, it was to bring out the crime from their abdemens.

Mr. Chairman: Is it permissible under the law?

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, the law is very clear on that point.

Mr. Chairman: Where is the law which says that whenever the person is a criminal and you want to take out the crime from him, you can do it?

Ch. Abdul Ghafoor: To produce the evidence.

Mr. Chairman: Where is the law? Let us see! It is interesting legal point. Let us ask about it from Mr. Yahya Bakhtiar. I think one answer could be that they were so intoxicated under the influence of the heroin that they could not give the consent.

Mr. Yahya Bakhtiar: The simple legal point that I understand is that, in England, if evidence is procured illegally and it is relevant, it is admissible but you proceed against the person who has illegally procured it. But under the American law and the Islamic law, it is not permissible. You cannot enter any house in Quranic Injunctions without the permission of the person. So, this is illegally obtained evidence and is it is not admissible and you cannot rely on that.

Mr. Chairman: So, can the person sue for that?

Mr. Yahya Bakhtiar: No, no. Apart from this, the person can be prosecuted. They cannot enter his body. In America there was a case. Somebody had a very damaging document. They want to arrest him, he swallowed it. They performed the surgery to take out the document.

Mr. Chairman: Without his consent.

Mr. Yahya Bakhtiar: Without his consent. He did not commit any crime Although all the evidence was there that he committed it. So, the illegal procured evidence is not admissible. I will quote an authority before you tomorrow.

Mr. Chairman: It is an interesting factor, so, please look into it.

Ch. Abdul Ghafoor: There is difference between "makan" and "makeen", and this is a different story. Whenever this is established that in case of any disease, if he is a patient then without his consent the patient cannot be operated upon.

Mr. Chairman: Another aspect would be that supposing you had given him a laxative that was also illegally inducing the recovery of evidence because it is not the natural process.

Ch. Abdul Ghafoor: This is a peculiar sort of situation which can be studied but this is very clear that whenever there is a report that they swallowed some documents and only to get rid of that it is the duty of the police to bring them to the hospital.....

.....to bring out of the abdomen of that person the evidence that he contained that sort of intoxicant in it. So the question is very clear, this question can be studied again, but we will come again before this....

جناب منظور احمد لچکی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں حیران ہوں کہ کوئی ایسا لاء نہیں ہے پھر دوسری بات یہ ہے ایک پرنسپل ہے اور یہ میڈیکل آفیسر یا ڈاکٹرز کے ethical values میں آتا ہے کہ وہ بغیر consent کے کبھی آپریشن نہیں کرتے۔ خدانخواستہ اس پراسس میں، anesthesia کے پراسس میں، کسی اور پراسس میں اس کی death ہو جاتی ہے تو who is responsible of that پھر یہ ہے کہ پولیس کی اجازت سے پولیس تو اس کی وارث نہیں ہے یا گورنمنٹ اس کی وارث نیں ہے اس کے وارث یقیناً زندہ ہوں گے یا اس سے خود پوچھا جائے یا اس کے وارثوں سے باقاعدہ دستخط لیے جاتے ہیں یہاں تو کسی پراسس سے نہیں گزرا گیا میں سمجھتا ہوں جنہوں نے یہ کام کیا ہے باقاعدہ انہیں کورٹ میں لانا چاہیے ان کے خلاف کیس ہونا چاہیے۔ یہ تو زندگیوں کا سوال ہے کل اگر میں یہ کہہ دوں کل میری گورنمنٹ ہو جائے تو میں کہوں گا

چوہدری غفور صاحب کے پیٹ میں ہیروئن کے دس کیپسول ہیں ان کا آپریشن کیا جائے۔ کیا چوہدری صاحب اس کو تسلیم کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ظہور الحق صاحب۔

جناب ایم ظہور الحق: جناب چیئرمین یہ proposition ماننا novel نہیں ہے جتنا کہ یہ نظر آتا ہے۔ There is an offence of suicide, a person commits suicide by taking poison, he can be operated upon to save his life and that man cannot say that my consent has not been taken. So there is a living example.

Mr. Chairman: No, but what is the provision of law under which permits you ناں ہو گی provision کوئی لیگل und which you would be.. to save his life or there is some general principal of law.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: General principle of law Sir, the point is that this nature of offence is of the current century. So I do not think there is any provision in the evidence act. But on the anology that committing suicide is an offence and if a person commits suicide, it is essential under the law to save his life and without his consent the poison can be extracted from....

جناب چیئرمین: مثلاً دیکھیں نا پراپرٹی ہوتی ہے۔ Now you trespass to property, the law permits you to trespasserson to property, to say let's say certain evidence or something. Now this is trespassing of the body. یعنی قانون وہاں بھی تو اجازت دیتا ہے اگر کوئی چوری کی چیز مکان میں رکھی ہوئی ہے تو قانون یہ تو نہیں کہتا چونکہ چوری کی چیز ہے آپ مرضی سے چلے جائیں۔ There are certain restraints imposed by law. Now here there is trespassing of the body so...

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: That is right but then the talking of necessity can be pressed to justify the action and to save it from any...

Mr. Chairman: Anyhow it is a legal question.

اس کو کسی اور موقعے پر دیکھیں گے جی جناب گردیزی صاحب۔

سید تسنیم نواز گردیزی: یہ ایکٹ ہو گیا ہے جہاں تک میرا خیال ہے اس کے تمام لیگل پروسیجر اس میں اپنائے گئے ہوں گے چونکہ اس وقت میرے پاس وہ ڈاکومنٹ نہیں ہیں۔ میں آئندہ اجلاس میں یا .... One the floor of the House I well put

Mr. Chairman: May be there is something in the customs law on this. Yes Gulzar Sahib.

جناب گلزار احمد خان: جیسے انہوں نے suicide کے متعلق فرمایا ہے تو اس کے لیے کیس رپورٹ کیا جاتا ہے پھر کریمنل کیس وہ سٹیٹ کیس ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے وارثوں سے بھی establish کیا جاتا ہے پھر trespass of body ہوتا ہے جیسے چوہدری صاحب نے فرمایا ہے۔ مالک مکان اور مکین اور مکان میں داخل ہونا مشکل ہے مجھے ایسے لگتا ہے جیسے یہ کہہ رہے ہیں آدمی مر گیا ہے آنکھ بچ گئی ہے شکر الحمد اللہ تو یہ بات ایسے ہے کہ مکین کے trespass کے زیادہ اہم ہیں مالک مکان کی مکانیت کے لیے trespass۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جیسے اپنے بیرسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ اس سنچری کا کرائم ہے کیونکہ ہم ملک کے اخبارات میں روزمرہ کے ایسے واقعات پڑھتے رہتے ہیں فلاں جگہ پر اس طرح ہوا تو یہ ضروری بات ہے اس کے متعلق قانون واضح ہونا چاہیئے اس کے علاوہ جناب میں یہ عرض کرتا ہوں قانون کے علاوہ میڈیکل پیشے کے ethic ہیں انہوں نے کس جگہ پر اپنا پیشہ استعمال کرنا ہے کس کا آپریشن کرنا ہے اب پولیس والے تو ان کے لئے گئے ان کو ہم suspect کر رہے ہیں کہ یہ کریمنل ہوں لیکن وہاں پر جو سرجن ہے وہ کس ethics سے یہ تو اس کے پیشے کی violation ہے اگر وہ بغیر کسی کے consent سے کرتا ہے پولیس کے کہنے پر تو میرے خیال میں یہ بھی بڑی عجیب صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال نمبر ۵ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

5. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of drugs registered during the last five years with year wise break up ;

(b) the percentage of increase into he prices of the products of Multinationals made since May, 1991 with monthly breakup ;

(c) whether it is a fact that Herbal Medicines are not registered with the Drug controller and if so the method by which Government exercises its control over these medicines ; and

(d) are the Drugs Companies particularly Multinationals obliged to submit yearly statements in respect of the amount spent on the publicity?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: (a) The number of drugs registered during the last five years, with yearwise break up, is as follows:

Year	Registered drugs.
1987	201
1988	297
1989	316
1990	1079
1991	790
Total:	2683

(b) The prices of drugs were revised in May, 1991, which resulted in the increase of prices as under:-

1. Imported drugs 19% to 50%
2. Locally manufactured drugs Upto 9.5%
3. The following six classes Upto 10%

(i) All cosmetic items e.g. medicated shampoos and acne preparations, etc.

(ii) all bandages, plasters and dressings, including absorbent/surgical cotton.

(iii) All vitamins and mineral preparations (vitamins, minerals and vitamin and mineral combinations.

(iv) All digestive enzymes.

(v) All laxatives.

(vi) All topical preparations, without antibiotics and corticosteroids (e.g. antiseptics, counterirritants and analgesics, etc).

Increase in the MRP is not allowed on monthly basis.

(c) Yes, it is correct that the Herbal Medicines are not registered under the Drugs Act, 1976. No control is presently exercised by Government on such medicines.

(d) No.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہر سال اور خصوصاً ۹۱۔۱۹۹۰ء میں ایک ہزار سے اوپر ڈرگ رجسٹر کیے گئے ہیں جبکہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو سو ڈرگ جو effective ہیں یا جن کی ضرورت پڑتی ہے یہ آئے دن اس ملک میں جو روز روز رجسٹریشن ہوتی رہتی ہے تو اس سے بڑا عجیب جیسا قیاس بن جاتا ہے جو پرانے ڈرگ ہوتے ہیں وہ ایسے بیکار پڑے رہتے ہیں اس کی جگہ نئی آجاتے ہیں۔ اس کا کوئی طریقہ کار ہونا چاہیے کیونکہ ملک میں آج زیادہ رجسٹرڈ ڈرگز ہیں اس کو minimize کیوں نہ کیا جائے ہر کمپنی مارکیٹ میں اپنے اپنے برانڈ لے آتی ہے پھر اس سے قومی خزانے کا ضیاع ہوتا ہے اور لوگوں کا پیسہ بھی خواہ مخواہ ضائع ہوتا ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی: گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ ۹۱۔۱۹۹۰ء میں جو ڈرگ رجسٹرڈ ہوئی ہیں وہ اس وجہ سے ہیں کہ پچھلے سالوں کی جتنی بھی pending applications تھیں ان کو consider نہیں کیا گیا تھا اور جنہوں نے رجسٹریشن کے لیے اپلائی کیا تھا وہ کافی پریشان تھے ان کی ڈرگز کو رجسٹر کیا گیا اور پرانے کیسز نکالے گئے دوسرا پانچ سال کے اندر ۲۶۸۳ کے قریب ڈرگز رجسٹرڈ ہوئی ہیں ان میں دو ہزار کے قریب ڈرگ لوکل مینوفیکچرز کی ہیں

اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے ان کے جو پینڈنگ کیسز تھے وہ نکالے گئے ہیں۔ دوسری بات یہ کرتے ہیں کہ ڈرگز minimize کیوں نہ کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ڈبلیو ایچ او کی طرف سے جتنی بھی life savings drugs ہیں ان کے لسٹ ڈھائی سو یا پونے تین سو کے قریب ہے اس کے علاوہ بھی کچھ ایسی میڈیسن ہیں جن کی ہمارے ملک میں ضرورت ہے اور competition کے اور ان کی قیمتوں کو minimize رکھنے کے لیے اور لوکل manufacturers کو encourage کرنے کے لیے ہم ان کی ڈرگز جو ہیں وہ رجسٹرڈ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: انہوں نے پرائسز میں اضافے کے جو فگرز دیئے ہیں اس میں امپورٹڈ ڈرگز 19% to 50% ہے۔ ۵۰ فیصد بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن مجھے اس قسم کے ڈرگ معلوم ہیں جن پر ایک قیمت چھپی ہوئی ہے اس پر پھر دوسری مہر پھر اوپر تیسری مہر پھر اس کے اوپر چوتھی مہر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب وہ manufacture ہو گئی ہے اور منیو فیکچرنگ کے دوران اور اس کے مارکیٹ میں آنے کے دوران چار دفعہ اس کے اوپر مختلف مہریں لگی ہوئی ہیں اور اس کی پرائس increase ہوتی رہی ہیں تو یہ بالکل سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے ایک ڈیڑھ مہینے کے span میں تین چار دفعہ کس طریقے سے مسلسل increase ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اور اس بزنس میں جو سب سے کم قیمت کی دوائیں تھیں وہ Analgesic تھیں اسپرو اور اسپرین وغیرہ ٹائپ کی جو چیزیں ہیں اس وقت عام آدمی کو بھی پتہ نہیں تھا ہم تو layman ہیں ہمیں تو پتہ نہیں ہے کہ اس میں کون سی ایسی speciality ہے کہاں دس پیسے کی ایک tablet اور کہاں ۲۰ روپے کی ایک tablet (Analgesic) کی ۲۰، ۲۰ روپے کی ایک tablet اس وقت مارکیٹ میں ایک antibiotic ڈاکٹر prescribe کرتے ہیں غریب لوگوں کے لیے بھی کرتے ہیں اور وہ بے چارے باہر سے لانے کے لیے مجبور ہوتے ہیں کیونکہ نمونیہ کی چیزیں

ان لوگوں کو ہو جاتی ہیں ۴۰۰ روپے کا انجکشن اس کے ساتھ ہی Skin diseases کے لیے ایک دوائی تھی Grestavene FP لمبے عرصے تک کھانی پڑتی ہیں چھ چھ مہینے سال تک، اس کی جگہ ایک نیزورال (Nezoral) مارکیٹ میں آئی ہے، یہ ۲۱۸ روپے کی دس گولیاں ہیں تو جناب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس ملک کے اندر کوئی قانون ہے، کیا ان چیزوں کو کوئی دیکھنے والا ہے اور عام مشہور یہ ہے کہ ملی بھگت ہے ہیلتھ کے محکمے کا اور دوا فروش ایجنسیوں کا، اور ملٹی نیشنل کا۔ یہ آپس میں ملی بھگت کے ذریعہ سے قیمتیں مقرر کرتی ہیں اور یہ من مانی قیمتیں مقرر کرتی ہیں۔ عام آدمی مجبور ہے کہ بازار سے یہ دوائیں خریدے اور یہ اس طرح سے ان کو لوٹا جاتا ہے۔ ان میں ایسی drugs بھی شامل ہیں جو life savings drugs ہیں اب چار سو روپے کا روز ایک injection کسی بچے کو لگانا پڑے تو وہ بے چارہ اتنے پیسے کہاں سے لائے گا۔ اس لئے میں یہ وزیر صحت سے معلوم کرنا چاہوں گا کہ آیا یہ جو پرابلم ہے اسے انہوں نے سٹڈی کیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی کمیشن مقرر کیا ہے، اس کی ریمیڈی کے لئے کوئی راستہ مقرر کیا ہے۔ شکریہ۔

<u>سید تسنیم نواز گردیزی</u>: جناب والا! سب سے پہلے تو میں اس بات کا جواب دوں گا کہ کیا اس کے لئے کمیشن بنایا گیا ہے یا کوئی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جناب، یہ کمیٹی بنائی گئی ہے اور اس کی سفارشات ہمارے سامنے ہیں، ہم ان کو سٹڈی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے کابینہ کی منظوری کے بعد سامنے لے آیا جائے گا۔

دوسرا انہوں نے Frequent increase in drugs prices کے متعلق فرمایا ہے کہ ایک ماہ کے اندر ایک مرتبہ، دو مرتبہ یا تین مرتبہ قیمتیں بڑھی ہیں۔ یہاں پر میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ آخری مرتبہ ۱۹۸۹ء میں قیمتیں بڑھی تھیں۔ اس کے بعد جتنی بھی فارماسیٹیکل کمپنیز ہیں جو کہ ۲۰۰/۳۰۰ کے قریب پاکستان میں مینو فیکچرز ہیں اور ۳۰ ملٹی نیشنل ہیں اور ۲۰۰ کے قریب لوکل مینو فیکچرز ہیں۔ اب ان کی ایک genuine demand تھی کیونکہ ڈرگ shortage ہو رہی تھی ان کو prices صحیح نہیں مل رہی

تھیں، تین سال سے ان کے پرائسز نہیں بڑھے تھے۔ڈالرز اور دوسری کرنسی کے مقابلے میں کرنسی کی اتنی depreciation ہو گئی تھی کہ اب ان کے لئے ڈرگ مینو فیکچرز کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا لہٰذا ان کو ہم نے مئی ۱۹۹۱ء میں ای سی سی کی E.C.C کے بعد، کابینہ کی approval کے بعد allow کیا تھا کہ وہ میڈیسن کی قیمتیں بڑھا دیں۔ کیونکہ اتنا را میٹریل جو باہر سے منگوا رہے تھے، پھر یہاں مینو فیکچر کی لیبر کی تنخواہیں بڑھ گئیں، بجلی، گیس اور دوسرے جو کاسٹ آف پروڈکٹس ہیں، اس کے بڑھنے سے یہ prices کا بڑھنا، لازمی تھا، جہاں تک مہینے میں دو تین مرتبہ قیمتیں بڑھنے کا تعلق ہے، وہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بارے میں، ہم نے سال میں ایک مرتبہ allow کیا تھا یعنی مئی ۱۹۹۱ء میں۔ اگر اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی ایسی شکایت ہے تو اسے وزارت صحت کے پاس بھیج سکتے ہیں اور اس کا ہم پورا تجزیہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ کسی کمپنی نے کس طرح قیمت بڑھائی ہے کسی دوا کی اور اگر اس نے ایسا کیا ہے تو بالکل غلط کیا ہے۔

یہاں ہم نے بیان کیا ہے کہ جس طرح سے قیمتیں بڑھیں، ایک سال کے اندر جتنی بڑھی ہیں اور اس سے زیادہ نہیں بڑھی ہیں۔ اگر کسی کمپنی نے بڑھائی ہیں تو وہ قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر آپ پوائنٹ آؤٹ کریں تو قانون کے مطابق اس کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ بہت ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! یہ بہت ضروری ہے۔

Mr. Chairman: Does not matter.

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب، یہ اس لئے بھی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، بیٹھیں، اس طرح سے باقی سوالات رہ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: اگر آپ یہ allow کریں تو آپ کی مہربانی ہو گیا۔

جناب چیئرمین: چلیں، جلدی سے پوچھ لیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں نے سوال پوچھا تھا کہ ہربل میڈیسن (Herbal Medicines) جو ہیں یہ کیا حکومت کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب ملا ہے کہ نہیں ہوتی ہیں۔

جناب والا! ہر روز ہزاروں کی تعداد میں دوائیاں بازار میں آجاتی ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ فلاں جڑی بوٹی کی دوا ہے اور اس کی پیکنگ بڑی اعلیٰ ہے۔ اب حکومت کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی چیزوں پر نظر رکھے اور یہ نگرانی کرے کہ یہ چیز ہے کیا؟ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس کے constituents کیا ہیں، اس کی composition کیا ہے۔ اس کے اثرات کیا ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر اس طرح مادر پدر آزادی سے ایسی دوائیں بنتی رہیں تو صورت حال مزید خراب ہو گی۔

جناب چیئرمین: تو اس پر بھی کنٹرول ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جی، بالکل ہونا چاہیے۔

سید تسنیم نواز گردیزی: اصل بات یہ ہے کہ وہ صحیح فرما رہے ہیں کیونکہ اس وقت تک کوئی ایسا قانون نہیں ہے جس کے تحت حکومت کے پاس ایسی ادویات کی تیاری کو روکنے کا کنٹرول ہو۔ لہٰذا ۱۹۷۶ء کے ڈرگ ایکٹ اور Ayonerdict Act میں amendments کر رہے ہیں۔ اس کے تحت یہ کنٹرول propose کیا گیا ہے انشاءاللہ Within no time اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۶، ڈاکٹر ریحان صاحب۔

6. *__Dr. Muhammad Rehan:__ Will the Minister for Health be pleased to state whether there is any proposal under the consideration of the government to withdraw chit fee in the OPD's of the hospitals and dispensaries?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: No chit fee is recovered from the patients in OPD's of Federal Government Hospitals/ Dispensaries.

Chit fee is however recovered from patients in OPD's only in autonomous Hospitals under Federal Government.

(a) Sheikh Zayed Hospital, Lahore.

(b) National Institute of Health, Islamabad.

(c) Pakistan Institute of Medical Sciences, Islamabad.

There is no proposal to withdraw the chit fee from autonomous hospitals.

جناب چیئرمین: جی اگلا سوال۔

7. ***Syed Faseih Iqbal:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number of the non-career Ambassadors serving abroad indicating also their name, qualification experience and place of domicile ; and

(b) the total number of employees working in the Ministerial staff of the Pakistani Missions in the Gulf States with province-wise breakup ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju: (a) The required information about the non-career Ambassadors of Pakistan serving abroad is as follows:

S. No	Name	Domicile	Place & date of posting	Qualification	Experience
1.	Raja Tridiv Roy	Punjab	Buuenos Aires 5-11-1981	Passed Senior Cambridge (Darjeeling , India)	Former Federal Minister.Former ruler of Chaka Tribe. Chittagong Hill Tracts.

S. No	Name	Domicile	Place & date of posting	Qualification	Experience
2.	Mr. Izharul Haq	Punjab	The Haque 27-11-1989	M.A. & M.P.A. (Harvard University).	Former Federal Secretary
3.	Mr. Dilshad Najmud-din	Punjab	Tunis 14-1-1990	M.A. & M.Sc. (Strategic Studies)	Former I.G. Police/ Chairman Narcotics Board.
4.	Mr. Jamsheed K.A. Marker	Baluchistan	UN New York 27-8-1990	Was educated at Doon School and F.C. College Lahore.	Has served on numerous Ambassadorial assignments since 1965.
5.	Mir Mohammad Naseer Mengal	Baluchistan	Doha 18-4-1991	B.A. (Hons) and M.A.	Former Provincial and Federal Minister.
6.	Mr. Naseer Mohammad Shah	Sindh	Madrid 4-4-1991	B.A.-	*Ex*-Chairman Rice Export Corporation of Pakistan.
7.	Mian Riaz Samee	Punjab	Rome 28-5-1991	B.A. (Hons)	Former Director Bank of Punjab, Lahore. Was Prominent Businessman.
8.	Lt. Col. (Retd.) Khawar Rashid Pirzada	Punjab	Tripoli 23-8-1991	Graduated from Command & Staff College, Quetta.	Agriculturist.
9.	ACM(Retd.) Hakimullah	N.W.F.P.	Ottawa 27-7-1991	A Graduate of Air Command and Staff College Air University USA and aslo of the Royal College of Defence Studies, U.K.	Retd. Air Chief.
10.	Mr. Abdul Hafiz Kardar	Punjab	Berne 20-6-1991	Graduated from Oxford University.	Ex-Secretary Pakistan Sports Control Board of MPA, Ex- Member of the Governor's Council of Ministers,. Punjab.
11.	Mr. Abdul Sattar	Punjab	New Delhi 3-11-1990	B.Sc. (Hons) and MA from Punjab University and MA from Fletcher School, USA.	Ex-Foreign Secretary.
12.	Mr. Khalid Amir Khan	Punjab	Budapest 16-10-1991	B.Sc. (Agriculture) from the University of California. Also did his M.A. Course in Political Science from University of Calisornia.	Ex-MPA and Ex-Special Assistant to the Chief Minister Punjab.
13.	Mr. Illahi Bux Dahri	Sindh	Maputo 5-10-1991	B.A.	Ex-Member, District Council, Nawabshah. A Prom- inentagriculturist of Sind.

S. No	Name	Domicile	Place & date of posting	Qualification	Experience
14.	Syeda Abida Hussain	Punjab	Washington 26-11-1991	Passed'A' Levels from Villa Miramonte, Montreux, Switzerland, Diploma in Fine Arts, Florence, Italy and B.A. in Economic and Political Science.	Former Federal Minister and Adviser to the Prime Minister.
15.	Syed Manzoor Hussain Shah	Sindh	Port Lous 27-12-1991	B.A., LLB.	Former Member District Council Nawabshah Prominent agriculturist of Sindh.
16.	Jamsahib Nawab Amir Ali Khan	Sindh	Male 2-1-1992	Educated at Sindh Madrassah and Sindh College at Karachi, Diploma in Political Science from Sacremento University Los Angles (USA).	Former Member Sindh Legislative Assembly. Former Member West Pakistan Provincial
17.	Maj. Gen. (Retd.) Riaz Mahmud	Punjab	Bangkok 10-1-1992	M.Sc.	Retired major Gneral.
18.	Admiral (Retd.) Tariq Kamal Khan	NWFP	Belgrade 21-1-1992	B.Sc.	Retired Naval Chief and *Ex*-Ambassador.
19.	Nawabzada Jan Sher Ali	Sindh	Brunei Daressalam, Designate	MA in Political Science and International Relations. prominentagriculturist.	*Ex*-Member District Council Sanghar. A
20.	Mr. Amir Usman	N.W.F.P.	Kabul 15-6-1992	B.A.L.L.B.	Retired Member of Foreign Service.

(b) The total number of employees working in the Ministerial Staff of the Pakistani Missions in the Gulf States with province-wise break up is given below:-

1.	Punjab.	36
2.	Sindh (U)	07
3.	Sindh (R)	04
4.	NWFP.	15
5.	AJK.	05
6.	FATA.	05
7.	Baluchistan.	02
	Total:	74

جناب منظور احمد لگچکی: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ جو non-professionals اور professionals ایمبیسیڈر ہوتے ہیں، ان کی کوئی age-limit ہوتی ہے اور اگر age limit ہوتی ہے تو یہ کیا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جی کوئی age limit نہیں ہوتی ہے۔

جناب منظور احمد لگچکی: جناب سرکاری ملازم جو ہیں یہ تو ۶۰ سال کی عمر تک ریٹائر ہوتے ہیں اور کیا یہ ۱۰۰ سال کی عمر تک چلتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جس طرح پارلیمنٹ کے ممبر ہونے پر کوئی age limit نہیں ہے، اسی طرح ایمبیسیڈر پر بھی کوئی نہیں ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: تو کیا یہاں بھی جلدی ریٹائر کر دیا جائے۔

جناب منظور احمد لگچکی: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ منٹو صاحب کو جلدی ریٹائر کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: Syed Abdullah Shah Sahib.

Syed Abdullah: Sir, in part (B) you can see the member of employees from Sindh, only 4 from rural and 7 from urban. Sir, we have been given a constitutional guarantee of maintaining quota in all the services. Even Ministeries in service may not be getting our share. Will the honourable Minister explain are they aware of this injustice or they just ignore it.

Mr. Chairman: Honourable Minister.

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! پہلے تو میں ایمبیسیڈر کے متعلق وضاحت کر دوں کہ جو Embessadors ہوتے ہیں، ۶۰ فیصد carrier diplomat لئے جاتے ہیں اور ۴۰ فیصد non-carriers سفارتکار ہوتے ہیں جس میں سیاست دان، دانش ور اور بزنس میں، ریٹائرڈ سول اینڈ ملٹری آفیسر ہوتے ہیں۔ وہ جو discretionary power ہوتی ہے حکومت وقت کی، یعنی وزیر اعظم کی، اس کے تحت یہ لئے جاتے ہیں اور اس کو

regional basis پر نہیں رکھا جاتا ہے لیکن یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ اس میں تمام ریجنز کی representation ہو۔ جہاں تک مشنز میں وزارتی سٹاف کی تعیناتی کا تعلق ہے، تو اس کی ریکروٹمنٹ تو یقیناً regional basis پر ہوتی ہے لیکن ان کی پوسٹنگ جو ہے یہ ڈومیسائل بیسز پہ نہیں ہوتی ہے۔ جب پوسٹنگ آجاتی ہے تو اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا۔

اب یہ سوال کہ ریجنل کوٹہ کسی ایک صوبہ یا ایک ریجن کو نہیں ملا، یہ ایک الگ بات ہے، اس کے متعلق عرض کرتا ہوں اپنے کوٹہ کے حساب سے تمام ریجن کی نمائندگی ہو رہی ہے اور وہ بھی وزارتی اسٹاف کی، اور جیسے میں نے گزارش کی تھی کہ ان کی پوسٹنگ کے وقت ڈومیسائل کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ اگر کہیں ایسا ہو جائے کہ کسی فارن مشن میں ایک ریجن یا ایک صوبہ کے لوگ زیادہ اکٹھے ہو جائیں تو یہ ایک اتفاقیہ بات ہے۔

Mr. Chairman: Yes Khalil-ur-Rehman Sahib.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Sir I think there is a possibility of a marginal error at serial 18. I do not think sir it is quite clear. Would it be clarified.

جناب چیئرمین: جی، آپ اس پر کوئی وضاحت کر سکتے ہیں۔

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: Sir I could not understand will he repeat Kindly.

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ ۱۸ نمبر پر ایڈمرل طارق کمال خان کا نام ہے اور ان کا ڈومیسائل این ڈبلیو ایف پی لکھا ہوا ہے۔ ان کے خیال میں یہ غلط ہے کیونکہ یہ ڈومیسائل این ڈبلیو ایف پی کا نہیں رکھتے ہیں۔

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: Sir we can check it but I do not think so sir. The information can never be in correct sir, especially in case of Embassadors, a lot of precautions is taken before.

جناب چیئرمین: ہو سکتا ہے۔ He did not let you know as real domicile when you were his colleague.

8. *__Raja Muhammad Afzal Khan:__ Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of pharmaceutical companies whose registration was cancelled during the last five years but registered again ; and

(b) the conditions prescribed for the registration of new pharmaceutical companies ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: (a) Drug Manufacturing Licences of two pharmaceutical units were cancelled and granted again during the last five years. These units were -

(i) M/s Shah Brothers, Faisalabad. The licence of this firm was cancelled on 18-6-1990 but was restored on the orders of the Lahore High Court.
(ii) M/s Regent Laboratories, Karachi. The firm's licence was cancelled on 18-6-1990 but was granted again on 2-10-1990 after consideration of a new application and inspection of the firm.

(b) Rule 15 of the Drugs (Licensing, Registering and Advertising) Rules, 1976, framed under the Drugs Act, 1976, specifies the requirements for setting up a pharmaceutical industry by way of basic or semi-basic manufacture in the country, whereas, rule 16 lays down the conditions for grant of licence to manufacture by way of formulation. Grant of licence to manufacture drugs by way of repacking is subject to the conditions specified in rule 18.

The rules laying down these conditions are enclosed as Annexure-I.

(Annexure has been placed in the Senate Library).

9. *__Raja Muhamamd Afzal Khan:__ Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that the appointments and postings of Cypher Assistants in Pakistan Mission abroad were made on political and sefarish basis during the last two years, if so, its reasons ?

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju: During the last two years, only one Cypher Assistant had been appointed (on 1 October, 1991) in relaxation of the ban, authorised by the competent authority. It may be added that there was a ban on fresh recruitments from November 1990 to December 1991 and during the year 1990, prior to the ban, only those candidates were appointed who had qualified the required written tests/examinations. No appointments were made on political and sefarish basis.

Regarding postings abroad, a Departmental Tansfer Committee consisting of a Director General (as Chairman) and two Directors (as Members) has been making recommendations in respect of Cypher Assistants on the basis of seniority on the Posting Roster, as well as their fitness. They also keep in view the size of the family of each official and any relevant requirements. No Cypher Assistant was posted abroad on political and sefarish basis. However, diversion from one station of posting to another is sometimes made due to administrative reasons or keeping in view health, educational and financial needs of the persons concerned.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال نہیں۔ سوال نمبر ۱۰۔

10. *__Raja Muhammad Afzal Khan:__ Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that despite irregularities found in Biosynth Factory, Peshawar Road, Rawalpindi, its licence was renewed ; if so, its reasons ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: No. The Drug Manufacturing Licence of M/s Biosynth Pharma (pvt.) Ltd., Rawalpindi has notm been renewed but the firm had already moved an application for renewal of its licence within the period of validity and such licences continue to be in force till orders are passed on their applications, as provided under rule 6 of the Drugs (Licensing, Registering and Advertising) Rules, 1976.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ سوال نمبر ۱۱۔

11. *Mir Abdul Jabbar Khan: Will the Minister for Health be pleased to state the number of existing Medical Colleges and proposed to be set up in the province of Baluchistan ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: There is one Medical College in Baluchistan namely Bolan Medical College. There is no proposal with the Federal Government for setting up any other Medical College in Baluchistan.

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال اس پر ہے۔ کیا یہ بولان میڈیکل کالج کے بارے میں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ جب ملک میں پہلے ہی اتنے زیادہ میڈیکل کالج ہیں اور اس میں داخلے بھی ہو رہے ہیں۔ اور فارغ ہونے کے بعد جو ڈاکٹر فارغ ہوتے ہیں ان کے روزگار کا بھی بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ تو اس کو ریگولیٹ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

سید تسنیم نواز گریزی: میں ان کا مطلب نہیں سمجھا۔

جناب چیئرمین: آپ کیا فرما رہے ہیں کہ زیادہ کالج ہونے چاہیں یا کم ہونے چاہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: یعنی داخلے کم ملنے چاہیں۔

جناب چیئرمین: مطلب یہ ہے کہ جتنے وہاں پر یہ داخلے کر رہے ہیں ان کو کم کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: ان کو کم کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: ان کی تجویز ہے کہ ان کو کم کیا جائے۔

سید تسنیم نواز گردیزی: کیا اس کالج میں ہی کم کرنے چاہئیں یا دوسرے کالجوں میں بھی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: نہیں جناب پورے ملک کے کالجوں میں۔

سید تسنیم نواز گردیزی: وہ کر رہے ہیں۔ Because we are producing more Doctors than required.

جناب چیئرمین: لیکن باہر کی بھی مانگ ہوتی ہیں کیا اب وہ نہیں رہی؟

سید تسنیم نواز گردیزی: نہیں باہر ہے لیکن اس وقت ایران میں بھی ۱۲ سو کے قریب ہمارے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ اور مزید بھی وہاں سے deman آئی ہے دوسری contries کے اندر بھی ہمارے ڈاکٹرز جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی میرا خیال یہ ہے کہ جو میڈیکل کالجز کی سیٹیں ہیں وہ ذرا کم ہونی چاہئیں تاکہ ڈاکٹرز کو آگے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب آج کل پرائیویٹ سیکٹر میں میڈیکل کالج مشروم گروتھ کی طرح نکل رہے ہیں تو اس سلسلے میں حکومت کیا سوچ رہی ہے؟

سید تسنیم نواز گردیزی: ویسے یہ تو متعلقہ صوبائی حکومتوں سے متعلق ہے تو یہ ہم نے بھی آپ سے پوچھا ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ جناب کیا بولان میڈیکل کالج میں بڑھانی چاہئیں کیونکہ ہمارے لوگ بہت زیادہ تعداد میں منظر ہوتے ہیں تو کیا بہت زیادہ بڑھانے کا کوئی پروگرام ہے؟ کوئی طریقہ کار ہے؟

سید تسنیم نواز گردیزی: دیکھیں جی overall جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا وہاں یہ کوشش یہ ہے کہ کم کریں تاکہ اتنے ڈاکٹرز produce کر سکیں جتنے ہمارے ملک کو ضرورت ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک بولان میڈیکل کالج کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک کالج بلوچستان صوبے میں ہے تو اس میں سیٹیں کم کرنا یا زیادہ کرنا صوبائی ضروریات کے پیش نظر وہ کریں گے۔ اگر زیادہ ضرورت ہو گی تو یہ صوبائی حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اس میں سیٹیں بڑھا دے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اعجاز الحق خان جتوئی: جناب وزیر موصوف کو شاید علم ہو گا کہ سندھ میں انجینئرنگ اور میڈیکل کے لیول پہ سیٹیں بیچتے ہیں۔ ایک باقاعدہ فیس مقرر ہے۔ اعلان کیا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ روپے اگر کوئی per seat دیتا ہے تو وہ سیٹ لے سکتا ہے تو کیا یہ انکے علم میں ہے کہ سیٹیں بکتی ہیں؟

سید تسنیم نواز گردیزی: جناب ہماری حکومت کے نوٹس میں یہ نہیں آیا۔ اس سے پہلے اگر سیٹیں بکتی ہوں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب چیئرمین: بہر حال جی اس کو دیکھ لیں جی۔

جناب اعجاز الحق جتوئی: جناب یہ بالکل اخبارات میں دیا گیا ہے وہاں پر ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ڈیڑھ لاکھ روپے per engineering seat، دو لاکھ روپے میڈیکل سیٹ مانگے ہیں۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ان کو علم نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: دیکھ لیں جی۔

سید تسنیم نواز گردیزی: جی ہاں اگر ہمارے نوٹس میں ایسی بات آتی ہے تو بہت غلط ہے اور اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۱۲ عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

*__Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel:__ Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Board of Governors of Shaikh Zyed Post Graduate Medical Institute, Lahore, has decided to regularise the services of Consultants/Professors working on contract basis through DPSC and confirmed promotions of such certain Consultants/Professors, if so, whether provincial/regional quota has been observed in these appointments ; and

(b) whether the prescribed rules were followed in constituting the DPSC ?

Syed Tanseem Nawaz Gardezi: (a) The decision of the Board of Governors in its meeting held on 9-1-1992 requires such cases to be scrutinised by the new DPSCs constituted by the Board but final decision on each case will be taken by the Board of Governors after submission of the recommendations of the DPSC. Since the appointments have yet to be approved, the question of provincial/regional representation is premature.

(b) Yes.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب یہاں جواب میں آیا ہے The decision of the Board of Governors in its meeting held on 9-9-1992 require such, is it to be scrutinized by the new DPSC constituted by the Board. میں جناب وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ جو نئی ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی ہے کب بنائی گئی ہے اور اس کے ممبر کون کون صاحبان ہیں؟

سید تسنیم نواز گردیزی: جناب! جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہماری جو بورڈ کی میٹنگ ۹۲۔۱۔۹ کو ہوئی تھی یہ اس وقت تشکیل دی گئی ہے ان کے ممبر BPS-19 اینڈ above Federal Secretary, president college of physicians and surgeons تک of Pakistan then is Chairman Shaikh Zaid Hospital, post Graduate Medical College. Four Director General Health and fifth is the BPS-19 and یہ ہے بورڈ cooperate professor of Specialties Concerned Chairman, Sheikh Zaid Post Graduate کا above تک اور ۱۸ اور above Medical Institute, then President College of Physicians, Director General Health and cooperate Professor of Speicalistus یہ ہے eighteen and above تک DPC's کمیٹی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ تو ٹھیک ہے لیکن نام کیا ہیں؟

سید تسنیم نواز گردیزی: یہ تو posts میں نے بتا دیئے ہیں لیکن نام کوئی ضروری نہیں ہیں۔ جناب! یہ posts ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔ فیڈرل سیکرٹری ہمارے اے۔ آر۔ صدیقی صاحب ہیں۔ اس کے علاوہ President College of Physicians and Surgeons of Pakistan میرے خیال میں اس دفعہ ڈاکٹر ظفر حیات صاحب ہیں وہ بدلتے رہتے ہیں۔ ہم نے posts کی بات کی ہے۔ چیئرمین ڈاکٹر جعفری ہیں اس وقت، ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ ڈاکٹر محسن ہیں، اور وہ پروفیسر ہوتا ہے cooperate professor جس کی ڈیپارٹمنٹ کا وہ test ہو رہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ اس سے پہلے کس تاریخ کو کمیٹی ہوئی اور ان کے نام کیا ہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صحت صاحب۔

سید تسنیم نواز گردیزی: اس سے پہلے کی کمیٹی کے نام ہیں۔ اس وقت سیکرٹری ہیلتھ ڈاکٹر صادق سعید خان، پروفیسر علی محمد انصاری، ڈی جی ہیلتھ، Mr. Muhammad Zafar Khattak, Joint Secretary Health. Professor Mehmood Ahmad, Chairman, Sheikh Zaid Hospital. Dr. Shahid Umar, Deputy Dean and Dr. M. Rehan, Administrator Sheikh Zaif Hospital یہ actually وہ کمیٹی تھی جو انہوں نے بورڈ کی approval کے بغیر کمیٹی بنائی تھی۔ اب اس کے فیصلے وہ اس وقت لاگو نہیں ہیں اب جو ہم نے نئی کمیٹی بنائی ہے وہ بورڈ کی approval کے بعد بنائی گئی ہے اسی لئے وہ جو DPC کرے گی وہ زیادہ regular ہوں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ شیخ زید ہسپتال میں گریڈ ۱۹، ۱۸ تک، اس میں کل جو لوگ سروس میں ہیں اس میں پنجاب کے علاوہ کسی اور صوبے کے کتنے لوگ ہیں؟

سید تسنیم نواز گردیزی: اس وقت وہ میرے پاس list نہیں ہے لیکن اس میں ایک گزارش میں کر دینا چاہتا ہوں کہ پہلے جو کمیٹی نے appointments کی تھیں یا پروموشن کی تھیں انہوں نے Irrespective of this quota system. اسی لئے نئی جو DPC بنائی ہے وہ بالکل According to the quota system as prescribed by the Government اس کے مطابق ہو گا۔ ابھی جو ہو چکے ہیں اس کی فہرست میں ان کو provide کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۱۴ میر عبدالجبار صاحب۔

14. ***Mir Abdul Jabbar Khan:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) the quantity of wheat and sugar stored in the country ; and

(b) has the stock been duly protected ?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majid: (a) There is no fixed quantity of wheat stored in the country. The quantity in storage changes on daily basis as wheat is released to flour mills. At the commencement of the wheat year on 1-5-1992, the quantity of wheat in the storage was:

	Tons
Punjab	278,194
Sindh	105,463
NWFP	74,128
Balochistan	34,436
PASSCO	12,319
	504,540

As regards sugar, no quantity is stored in the public sector.

(b) Yes.

Mr. Chairman: Supplementary.

Syed Abdulah Shah: Sir, will the honourable Minister of State whether the wheat stocks shown in the answer are sufficient for the needs of our country till we get the next crop?

جناب چیئرمین: جی جناب رانا نذیر احمد صاحب۔

رانا نذیر احمد خان: جناب والا! بالکل تسلی بخش ہے اور ضرورت کے مطابق ہے جس طرح ضرورت محسوس ہوتی ہے اس طرح باہر سے امپورٹ بھی کی جاتی ہے۔

Syed Abdullah Shah: I said whether the stock that you have shown are sufficient or you will be importing also?.

رانا نذیر احمد خان: جی جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں ان کی یہ تعداد ہے اور ہم ابھی بھی procurement کر رہے ہیں اور جتنی ضرورت ہے باہر سے امپورٹ کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: اور کی بھی جا رہی ہے.It is being imported

Syed Abdullah Shah: Them my next question will be, as to what is the price at which the Government is importing wheat and the price that they are paying to the Local growers?

رانا نذیر احمد خان: یہ جناب والا! price vary کرتی ہے ہر سال ہم International tender float کرتے ہیں اس دفعہ ہم نے tender float کیے ہیں۔ اور جو exact price ہے یہ vary کرتی رہی ہیں اور اس دفعہ ٹینڈر کس price پہ آئے ہیں۔

Syed Abdullah Shah: What was the price paid lost year and also for the imported wheat and to the local groupers.

رانا نذیر احمد خان: ۱۸۰ روپے last per 40 k.g. کے حساب سے ہم نے تخمیناً ان کو pay کی ہے۔

Syed Abdullah Shah: And local?

جناب چیئرمین: فرق ہو گا ناں لوکل کم ہو گی۔ کیا ہے جی؟

جناب چیئرمین: اصل بات تو یہ ہوئی ناں۔ جی جناب رانا صاحب وہ کہتے ہیں کہ کیا آپ لوکل گورنرز کو کوئی incentives دینے کی سوچ رہے ہیں۔

رانا نذیر احمد خان: جناب اس میں ابھی پالیسی اناؤنس ہونے والی ہے۔ اس میں اس کو کنسیڈر کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جی نمبر ۱۵ میر عبدالجبار صاحب۔

15. *Mir Abdul Jabbar Khan: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to impose income tax on agricultural produce in the country, if so, when ?

Lt. Gen. (Regd.) Malik Abdul Majid: At present there is no such proposal under consideration of the government to impose income tax on agriculture produce.

جناب چیئرمین: جی جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جس طرح سے انہوں نے جواب دیا ہے کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ لیکن کیا گورنمنٹ کے پاس یہ تجویز نہیں ہے کہ ایک انڈسٹریلسٹ اپنے ٹیکس کو بچانے کے لئے زمین پر چیز کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی ڈیویلپمنٹ پر اس کو خرچ کرتا ہے۔ تو یہ کس کی کلبنگ ہوتی ہے۔ تو کیا حکومت کے نزدیک یہ معاملہ ہے کہ اس طریقہ کار کو روکا جائے گا۔ کیونکہ اس سے Billions روپے کا loss ہوتا ہے اگر انڈسٹریلسٹ یہی کام کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی رانا صاحب۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طریقہ کار کو استعمال کر کے لوگ tax evasion کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں آپ نے کوئی سوچا ہے۔

رانا نذیر احمد خان: اس کے بارے میں حکومت بالکل غور کر رہی ہے۔ جو مناسب ہوا وہ کیا جائے گا۔

جناب منظور احمد گچکی: جی سیدھا سادہ سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب لالیکا صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب!اس میں ایک واضح provision موجود ہے کہ جب کوئی آدمی indulge کرتا ہے in busniss or industry تو اس کی وہ آمدنی جو ہے وہ کلب ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ کہہ رہے ہیں ناں کہ اس سے evasion ہوتا ہے۔لوگ یہ کرتے ہیں۔

میاں عبدالستار لالیکا: نہیں جناب اب نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: کیوں؟

Mian Abdul Sattar Laleka: It is clubbed into that.

جناب منظور احمد لگچی: نہیں کیوں۔یعنی انڈسٹریلسٹ جو ہے.....

جناب چیئرمین: وہ کلب تو ہو جاتی ہیں۔ان کا یہ کہنا ہے کہ فرض کریں کہ اس کی لاکھ روپے آمدنی ہے بزنس سے۔اب اس کو evade کرنا چاہتا ہے۔وہ پچاس ہزار بزنس شو کرتا ہے اور پچاس ہزار اپنی زمین سے شو کرتا ہے۔وہ پچاس ہزار کیسے کلب ہو گی وہ تو نان ٹیکس اپیل ہے۔ان کا یہ مطلبہ ہے کہ وہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ دراصل کماتے کہیں اور سے ہیں۔لیکن ایسی زمین رکھ کے شو کر دیتے ہیں کہ یہاں سے آیا ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب!اس میں گزارش یہ ہے کہ جو آدمی indulge کرتا ہے بزنس انڈسٹری میں for the purposes of wealth tax.

جناب چیئرمین: نہیں،انکم ٹیکس کی بات ہو رہی ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: نہیں، جناب سن لیں his laud is clubbed with the assets.

Mr. Chahirman: Why?

Mian Abdul Sattar Laleka: And it is collectively taxed.

ویلتھ ٹیکس انہوں نے دے دیا۔

جناب چیئرمین: لالیکا صاحب دو چیزیں ہیں ناں۔ ایک ہے انکم ٹیکس اور ایک ہے ویلتھ ٹیکس۔ انکم ٹیکس سے متعلق ہے ناں۔ تو انکم اس کی جو لاکھ روپیہ ہے وہ بزنس میں وہ لاکھ روپیہ کماتا ہے لیکن شوکر رہا ہے کہ جی میں نے پچاس ہزار وہاں سے کمائے ہیں۔ تو پچاس ہزار تو بالکل صاف ہوگئے ناں۔ ویلتھ ٹیکس علیحدہ چیز ہو گئی۔ گچکی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی: میں جناب ولا! یہ کہنا چاہتا ہوں اس وقت جو میری معلومات ہیں اس کے تحت 53 billion rupees جو ہیں اس کلبنگ کی وجہ سے گورنمنٹ کو loss ہو رہا ہے۔ پھر وہ جو ایگریکلچر کے ہیں اس پر اگر ٹیکس لگایا جائے تو تقریباً کوئی سترہ اٹھارہ بنتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایگریکلچر ٹیکس ایبل نہیں ہے۔ اور انڈسٹری پر ٹیکس ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہر انڈسٹریلسٹ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ انڈسٹریز کے ساتھ وہ پانچ سو ایکڑ زمین بنجر زمین کے میں جنہیں جانتا ہوں، بالکل کھڑے ہیں وہاں کہیں ایگریکلچر ہو ہی نہیں سکتا۔ possible ہی نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے چار سو پانچ سو ایکڑ رسٹاک کر لئے ہوئے ہیں ایک ایک ہزار دو دو ہزار میں اور تمام ٹیکس کو وہ اس میں کلب کرتے ہیں کہ جی یہاں ہمیں اتنا فائدہ ہوا۔ لیکن ایگریکلچر میں ہم کو نقصان ہوا حالانکہ وہ زمین ساری بیکار ہوتی ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ ایگریکلچر کو اور انڈسٹری کو آپ separate کیوں نہیں کرتے۔ اس کا ٹیکس الگ اور اس کا ٹیکس الگ۔ اسی لئے تو ہمارا بجٹ deficite ہوتا ہے اور اس ملک کو خسارے میں چلانا پڑتا ہے۔ کیا حکومت کے نزدیک اس کو الگ کرنے کی کوئی تجویز ہے کہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب سردار آصف صاحب۔

Sardar Asif Ahmad Ali: Sir, this is a very important issue that the honourable Senator from Baluchistan has raised and I am totally in agreement with him but there is a Constitutional problem that in the Constitution the federal legislature cannot impose any kind of tax on land or income from land, because taxes on land are

not in the federal list or the concurrent list. It is the residual powers which are with the provincial legislatures, we have recommended to the provincial legislature that they should work out some feasible method of bringing agriculture within their own taxation. Now, we cannot impose our will on the provincial legislatures this is a decision which the provincial legislatures or the government will have to take. Thank you.

جناب چیئرمین: جی گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انڈسٹریل ٹیکسیشن جو ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جاتی ہے اور ایگریکلچر پراونشل گورنمنٹ کے پاس جاتی ہے۔ سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طریقے سے دونوں کے حق مارے گئے۔ یعنی ایگریکچر میں ٹیکس نہیں ہے تو بھی صوبے کو loss ہے اور اگر انڈسٹری کا اگر کلبنگ سسٹم ہو جائے تو اس کا مطلب ہے فیڈرل گورنمنٹ کو loss ہو جائے۔ تو اس طریقے سے constitutinally اس کو ٹیلی کس طریقے سے کیا گیا ہے۔ بالکل دو الگ چیزیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بتائیں ناں۔

جناب منظور احمد گچکی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو یہ چاہیئے کہ اس سسٹم کو روکے۔ جو فیڈرل گورنمنٹ کے ٹیکسز ہیں یعنی انڈسٹری کے اس کو الگ لئے جائیں اور اگر ایگریکلچر میں loss ہوتا ہے تو اس کا کوئی دوسرا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ کیونکہ یہ دونوں الگ الگ مد ہیں اور jurisdiction بھی الگ الگ ہے۔ یہ تو نقصان ہے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ اشتیاق صاحب جی۔

جناب اشتیاق اظہر: میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انکم ٹیکس فیڈرل سبجیکٹ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے۔ لیکن ایگریکلچر انکم ٹیکس نہیں فیڈرل ہے۔ انکم ٹیکس فیڈرل ہے apart from the agriculture income انکم ٹیکس جو ایگریکلچر کا ہو گا وہ کانسٹی ٹیوشن کے تحت پراونسز کی فیلڈ ہے۔ اگلا سوال نمبر ۱۷۔

17. *Syed Ishtiaq Azhar: Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that there is a shortage of essential life saving drugs in the country as pointed out by the wholesale Chemist Council, if so, the steps taken by the Government to overcome this shortage ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: No, there is no shortage of essential life saving drugs in the country.

جناب چیئرمین: اشتیاق اظہر صاحب۔

جناب اشتیاق اظہر: میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ essential life saving drugs کی یہاں پر کوئی کمی نہیں ہے۔ تو کیا وہ بتائیں گے کہ کیا جو بہت سی میڈیسنز available نہیں ہیں ہم فیڈرل گورنمنٹ کی ڈسپنسری سے جو مانگتے ہیں تو بہت سی میڈیسنز نہیں ملتی ہیں، یہ کیا بات ہے۔ اگر وہاں دواؤں کی کمی نہیں ہے تو وہاں دوائیں سپلائی کیوں نہیں ہو رہیں۔

جناب چیئرمین: گردیزی صاحب۔

سید تسنیم نواز گردیزی: جناب والا! اس میں حقیقت ہے کہ اس وقت life saving drugs کی ملک میں شارٹیج نہیں ہے۔ کبھی کبھار ان کی پرائسس ایڈجسٹمنٹ کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کیونکہ آج بھی جو کمپنیز life saving drugs بنا رہی ہیں وہ آج بھی پرائسس بڑھانے کے لئے agitate کر رہی ہیں اور ہم اس وقت ان کی پرائسس اس وقت نہیں بڑھا رہے تاکہ عوام کو کوئی زیادہ تکلیف نہ ہو۔ جہاں تک life saving drugs کا تعلق ہے کسی ایک میڈیسن کی یہ بات کر رہے ہوں گے، یقیناً اس کا کوئی اور متبادل ہو گا جو

life جو اس میں overall situation ہو گا اور اس وقت available مارکیٹ میں saving drugs کی کسی بھی صورت میں شارٹیج نہیں ہے۔ اگر ایم این اے ہاسٹل میں یا فیڈرل گورنمنٹ ہاسپٹل میں کوئی شارٹیج کوئی میڈیسن کی ہے تو میرے نوٹس میں لے آئیں اس کو ہم انشاءاللہ پورا کر دیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you, next question no. 18-Behrawar Saeed Sahib.

18. ***Akhunzada Bahrawar Saeed:** Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that the *Ex*-Prime Minister had directed on 1st February 1989 that all Doctors having BPS-18 from 1978 and before be promoted to BPS-19 with immediate effect ; If so the action taken by the Government on the said direction/decision ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: The *Ex*-Prime Minister, during her address on the occasion of Convocation of Liaquat Medical College, Jamshoro, was pleased to announce *inter alia* that: "All doctors who were in Grade-18 in 1974 will be promoted in Grade-19 with immediate effect." On the advice of the Establishment Division, the proposal for upgradation of the posts of Medical Officers from BPS-19 to BPS-19 was taken up with the Finance Division. Finance Division decided that Prime Minister's announcement at Liaquat Medical College related to the Medical officers of that College and it is for the Sindh Government to implement it. The Cabinet Division and Prime Minister's Secretariat were informed accordingly.

Syed Abdullah Shah: Point of order, Sir. I think Mr. Beharawar Saeed is not on his seat, so he can't put the question from another Member's seat.

Mr. Chairman: You are right.

Akhunzada Behrawar Saeed: With your permission I may first read the answer:

"The *Ex*-Prime Minister, during her address on the occasion of Convocation of Liaquat Medical College, Jamshoro, was

pleased to announce *inter alia* that: "All doctors who were in Grade-18 in 1974 will be promoted in Grade-19 with immediate effect."....."

All doctors.

"On the advice of the Establishment Division, the proposal for upgradation of the posts of Medical Officers from BPS-18 to BPS-19 was taken up with the Finance Division. Finance Division decided that Prime Minister's announcement at Liaquat Medical College related to the Medical Officers of that College and it is for the Sindh Government to implement it. The Cabinet Division and Prime Minister's Secretariat were informed accordingly."

Sir, my supplementary question now is that who has advised the Health Division to send this for the interpretation or how did this occurred to them that the Prime Minister's speech was confined only to that college, why not to all the Medical Officers in Pakistan?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Sir, actually this interpretation was made by the Finance Division and the Establishment Division that the directives of the Prime Minister pertains to doctor of Liaquat Medical college only. So, this was the interpretation which I have given here, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Behrawar Saeed Sahib.

Akhunzada Behrawar Saeed: Was it not admissible for the Ministry to send it to the Cabinet Division for the correct interpretation of the Prime Minister's directives instead of asking the advice of the Finance Department which has no locus standi in it.

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: OK' as the honourable Senator said we will send it again to the Prime Minister's Secretariat for further interpretation.

Akhunzada Behrawar Saeed: Thank you.

Mr. Chairman: We come to the end of question hour. Next

1. **Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Health be pleased to state the number of cases for reimbursement of medicines/ instruments submitted by the employees of PIMS Islamabad during the last five years indicating also the date of submission and finalization of each case separately ?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: During the last five years fifty-eight cases of reimbursement of medical charges were submitted and all the cases have been finalised by the authorities of Pakistan Institute of Medical Sciences, Islamabad.

The requisite information is annexured.

Annexure A

ISLAMABAD HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO ISLAMABAD HOSPITAL EMPLOYEES DURING 1986-87

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
680/86-87	Muhammad Ilyas, W/Boy	8-4-87	24-6-87
681/86-87	Muhammad Ilyas, W/Boy	8-4-87	24-6-87

Annexure B

ISLAMABAD HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO ISLAMABAD HOSPITAL EMPLOYEES DURING 1987-88

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
7/87-88	Muhammad Aslam, Ward Boy	28-6-87	12-8-87
86/87-88	Muhammad Aslam, Ward Boy	18-5-87	12-8-87
245/87-88	Muhammad Aslam, Ward Boy	21-8-87	8-9-87

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
246/87-88	Dr. Asghar Nazir	25-8-87	8-9-87
247/87-88	Dr. M. A. Zahid	29-8-87	14-9-87
248/87-88	Dr. Riaz Ahmed Sheikh	30-8-87	21-9-87
726/87-88	Miss Kausar Mirza, Librarian	910-87	24-11-87
1170/87-88	Dr. Jahangir Akhtar	16-1-88	24-2-88
1241/87-88	Dr. M. A. Zahid	21-2-88	17-3-88
450/87-88	M. Aslam, W/Boy	21-9-87	11-10-87
1319/87-88	M. Aslam, W/Boy	28-1-88	29-2-88

Annexure C

ISLAMABAD HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO ISLAMABAD HOSPITAL EMPLOYEES DURING 1988-89

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
464/88-89	Mr. Faqir Muhammad, W/Master	3-9-88	29-10-88
726/88-89	Miss Kausar Mirza, Cataloger	8-10-88	12-11-88
923/88-89	Dr. Aslam Shah, Surgeon	15-11-88	8-12-88
1035/88-89	Faiz Muhammad, Chowkidar	4-1-89	29-1-89
1749/88-89	Munir Masih, Cook	22-4-89	23-5-89

Annexure D

ISLAMABAD HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO ISLAMABAD HOSPITAL EMPLOYEES DURING 1989-90

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
3/89-90	Mr. Saleem Akhtar, Masalchi	15-2-89	22-10-89
328/89-90	Mr. Hussan Ali Zaidi, Asstt.	12-9-89	25-9-89
828/89-90	Mr. Mubasher Hussan, U.D.C.	16-10-89	21-12-89
889/89-90	Miss Kausar Mirza, Cataloger	12-11-89	23-1-90
1404/89-90	Manzoor ElLahi, Naib Qasid	12-2-90	27-3-90
1405/89-90	Gulfam, Chowkidar	12-2-90	1-3-90
1424/89-90	Safdar Ali, W/B	15-2-90	1-3-90
1449/89-90	Ghulam Abbas, Masalchi	15-2-90	19-3-90
1459/89-90	Mushtaq Ahmed, Charge Nurse	26-2-90	29-5-90

Annexure E

ISLAMABAD HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO ISLAMABAD HOSPITAL EMPLOYEES DURING 1990-91

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
301/90-91	Mr. Safdar Khan, ECG Technician	26-6-1990	25-8-1990
268/90-91	Dr. S. M. Malik, E.D.	25-8-1990	24-9-1990
372/90-91	Miss Robina Shaheen, ECG Tech.	4-8-1990	5-9-1990

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
683/90-91	Muhammad Saddique, Carpenter	5-9-1990	24-9-1990
684/90-91	Gul Naz Akhtar, Aya	12-9-1990	24-9-1990
774/90-91	Dr. S. M. Malik, E.D.	15-9-1990	15-10-1990
	Mr. Mahboob Ali Rajpar, Assistant Accounts Officer.	28-10-1990	21-8-1991
1387/90-91	Miss Rashida Ismat, C/Nurse	28-11-1991	20-12-1991
1488/90-91	Dr. Noor Bibi, M. O.	12-9-1990	27-1-1991
1922/90-91	Mr. Faqir Muhammad, W/Master	14-2-1991	28-2-1991
1996/90-91	Mr. Hussan Ali Zaidi, Assistant	5-3-1991	21--3-1991
2020/90-91	Mr. anwar-ul-Haq, Electrician	28-2-1991	21-3-1991
2021/90-91	Dr. Irshad Mehmood, M. O.	28-2-1991	21-3-1991
2076/90-91	Dr. S. M. Malik, E.D.	24-3-1991	24-4-1991
2166/90-91	Mr. Muhammad Aslam, W/Boy	11-4-1991	29-5-1991
2167/90-91	M. Rauf, Cook	9-4-1991	29-5-1991
2222/90-91	Kumar-uz-Zaman, Phy/Technician	22-4-1991	29-5-1991

Annexure F

CHILDREN HOSPITAL

MEDICAL RE-IMBURSEMENT CHARGES PAID TO CHILDREN HOSPITAL EMPLOYEE DURING LAST FIVE YEARS

C. Bill No.	Name & Designation	Date of submission of voucher	Date of Finalization
1986-87	-	-	-
1987-88	-	-	-
1988-89	-	-	-
1989-90			
267/C	Abdul Wahid Mamon, Supdt. Store	25-9-1989	28-9-1989
611/C	Dr. Shahid Iqbal, Deputy Director	6-1-1990	28-2-1990
1990-91			
201/C	Dr. Mumtaz Hassan, Physician	2-7-1990	26-11-1990
337/C	Dr.Hamid, Medical Officer	29-10-1990	31-1-1990
396/C	Dr. Dhani Bux, Registrar	31-12-1990	24-1-1991
408/C	Mr. Shabbir Hussain, LDC	2-1-1991	24-1-1991
502/C	Dr. Saqib Iqbal, Medical Officer	15-1-1991	26-2-1991
514/C	Dr. Mubashar, Assistant Director	10-4-1991	26-4-1991
551/C	Mehmood Alam, Attendant	10-3-1991	23-5-1991
599/C	Mehmood Alam, Attendant	27-3-1991	23-5-1991
612/C	Abdul Rashid, D.R.	27-4-1991	23-5-1991
647/C	Mehmood Alam, Attendant	27-4-1991	23-5-1991
716/C	Salim Ur Rehman, Helper	5-6-1991	8-6-1991
	Dr. Rubina Z. Qureshi, Lecturer	27-8-1991	8-2-1992

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Next there are some leave applications.
سید اقبال حیدر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ پچیس جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب حمید الدین سیالوی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر ۲۴ تا ۲۷ جون ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پریولیج موشن کل سے ایک پینڈنگ پڑا ہوا ہے۔ آج آصف علی صاحب موجود ہیں۔

PRIVILEGE MOTION

RE-ALLEGED OF EMBEZZLEMENT THE [CHARGES] AGAINST QAZI HUSSAIN AHMED.

Asif Ali Sahib would you like to say something on the privilege motion. لالیکا صاحب

میاں عبدالستار لالیکا: جناب سردار صاحب کریں۔ میرا خیال ہے کہ محرک اپنے چارجز دھرائیں تو۔

جناب چیئرمین: چارجز کو دوبارہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج اخبارات میں بھی آ گئے ہیں۔ اس سے متعلق ہے جو اخبارات میں بیان آیا تھا کہ جی قاضی حسین احمد نے کروڑوں روپے افغان جہاد کے کھا لئے ہیں اور اس میں سب سے پہلے بیان مجددی صاحب کا آیا ہے۔ میں نے یہ واضع کر دیا تھا کہ جہاں تک مجددی صاحب کا تعلق ہے وہ ایک آزاد ملک کے سربراہ ہیں اور ان کا معاملہ اس ایوان میں ڈسکس نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے علاوہ

ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اسی قسم کے بیانات کانجو صاحب نے اور سردار آصف احمد علی صاحب نے بھی دیئے ہیں۔ جس سے ان کی توہین ہوئی ہے جس سے ان کے کردار پر حرف آیا ہے اور ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس ضمن میں، میں نے کل ان کی بات سنی تھی اور اس لئے اسے موخر کیا گیا تھا تاکہ قانونی پہلو بھی دیکھ لیں گے لیکن واقعاتی پہلو پہلے آجائیں کہ بات کیا ہے۔

قاضی حسین احمد: اگر اجازت ہو تو میں دوبارہ انٹروڈیوس کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں جی۔ دوبارہ کیا کرنا ہے۔ بار بار وقت ضائع کرنا ایوان کا۔

قاضی حسین احمد: میں کچھ اور پوائنٹس اس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ بعد میں دیکھ لیں گے۔ پہلے جو بات آپ نے کر دی ہے اس پر وضاحت تو ہو جائے۔

قاضی حسین احمد: وہ میری پوری بات سن لیں نا جی۔ وہ سن لیں کہ میرا موقف کیا ہے۔ بنیادی طور پر میرا موقف یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو پرویلیج کمیٹی ہے سینٹ کی وہ انکوائری کرے اس بات کی کہ کیا اس طرح کے کوئی فنڈز تھے جو میری ڈسپوزل پر تھے۔

جناب چیئرمین: آپ نے کل یہ کہا کہ جی دیکھیں کوئی فنڈز ایسے نہیں آتے جماعت اسلامی کے پاس۔ آپ کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا کہ فنڈز آپ خود کرتے۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جماعت کا ایک باقاعدہ آڈٹ سسٹم ہے۔ جو بھی چیز آتی ہے آڈٹ ہوتی ہے آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ ساری اطلاع غلط ہے۔ اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ تیار ہیں کہ کوئی انکوائری کی جائے انڈیپینڈنٹ اور آپ نے کہا تھا کہ اگر سینٹ بھی کرنا چاہے تہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

قاضی حسین احمد: اس کے ساتھ میں ایک اور پوائنٹ یہ ایڈ کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے آئین کے تحت کوئی ایسا شخص جو امین نہ ہو جو دیانت دار نہ ہو وہ پارلیمنٹ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ اور جب فیڈرل منسٹر نے میرے اوپر یہ الزام لگایا ہے کہ میں دیانت دار نہیں

ہوں تو انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا ورنہ میں پارلیمنٹ کا ممبر نہیں رہ سکتا اور ایسا کہ میں باہر تو بد دیانت ہوں اور اندر میں دیانتدارہ ہوں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ دیکھیں جی یہ آرٹیکل ۶۲ ہے۔ آئین کا۔

62 (e) "he has adequate knowledge of Islamic teachings and practices, obligatory duties prescribed by Islam as well as abstain from major sins ;

(f) he is sagacious, righteous and non-profligate and honest and ameen."

امین کا بالکل لفظ اس میں درج ہے۔ جب تک امین نہ ہو وہ پارلیمنٹ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ اور یہ صرف الزام نہیں۔ میں نے کلپنگز لگائی ہیں۔ صدیق کانجو صاحب کی جناب سردار آصف احمد علی صاحب کی۔ اور عبدالستار لالیکا صاحب کی۔ جنہوں نے اس صبغت اللہ مجددی صاحب کی اس سٹیٹمنٹ پر کہا ہے یہ چونکہ صدر نے کہا ہے ایک رئیس مملکت نے، اس لئے اسے اس طرح ignore نہیں کرنا چاہیئے۔ نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور آپ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ دوسرے کورٹ میں چلے جائیں۔ کورٹ میں جانے کا جو راستہ ہے اگر وہ کھلا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کا سینٹ کا راستہ بند ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ راستہ پریویلج کمیٹی کا ہے اور یہ میرے اوپر بند ہو گیا ہے کورٹ کا راستہ الگ ہے۔ وہ بھی میرے لئے کھلا ہے۔ لیکن یہ جو پریویلج کمیٹی کا راستہ ہے یہ میرا استحقاق ہے۔ اور اس میں آئین کے تحت میری پارلیمنٹ کی ممبر شپ involved ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا یہ پوائنٹ غور طلب ہے۔ اس میں دیکھوں گا۔ صرف اتنی وضاحت چاہوں گا کہ ۶۲ جو ہے وہ کوالیفیکیشن ہے۔ یعنی جس وقت آپ نے الیکشن لڑا اس وقت یہ کوالیفیکیشنز آپ کی ہونی چاہیئے تھیں۔ اور چونکہ آپ نے الیکشن لڑا اور آپ جیت بھی گئے۔ ممبر بھی بن گئے۔ یہ کوالیفیکیشنز آپ کی یقیناً ہیں۔

قاضی حسین احمد: اس کے بعد اگر میں بد دیانت ہو جاؤں۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ۶۳ میں یہ چیز غالباً نہیں ہو گی۔ ۶۳ میں کیا ہے پڑھ کر سنائیں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I read it to you. I draw your attention to Article 63(g), it needs very careful reading:-

"he is propagating any opinion....."

I don't think he is propagating any opinion.

"..... or acting in any manner....."

Then I stop again.

".... prejudicial to .... morality...."

Acting in any manner forget others speeches, Acting in any manner prejudicial to moral, they say that he has been embezzling money, he becomes disqualified.

جناب چیئرمین: (۲)۶۳ کا پھر پروسیجر بھی تو ہے نا۔

جناب یحییٰ بختیار: وہ جو بھی ہو۔

but this man gets disqualified and directly affecting his career in the Senate. So you kindly consider this and you give a ruling.

Mr. Chairman: OK.

جی جناب آصف صاحب آپ نے جو بیان دیا ہے اس کے بارے میں کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

Sardar Asif Ahmed Ali: Sir, I would seek your indulgence for five minutes if I may be allowed to make a short statement.

Mr. Chairman, I am deeply pained that an honourable member of this August House has been offended by certain statement which I am supposed to have given. May I Sir, clarify it that since I am obliged to travel abroad a great deal in order to look after my

Ministry's affairs which is the foreign economic relations of this country. A lot of statements are issued which are ascribed to me. One such statement was issued which was allegedly given by me that I have said that Qazi Hussain Ahmed should be arrested and tried for subversion of State policy. When this statement was brought to my notice I was deeply pained because in my last twelve years of political career never have I made any personal attack on any political leader of this country and never have I made any allegations of personal nature, this is my record, from 1995 onwards Sir, you can see it, I was deeply pained at this. Consequently, I wrote a personal letter to Mohtaram Qazi Sahib apologizing for something which I had not done. I also sent the similar clarification to all the media, unfortunately all the papers have not carried the clarification. In this particular case my position is the same, I don't think that I had made such a statement against Qazi Sahib or any one in my whole life of any personal nature. This is Mr. Chairman inspite of the fact that many religious leaders unfortunately declared me a *Kaffir* annulled my marriage and particularly the party that Qazi Sahib heads in Lahore, behind every mini-bus, every Ricksha, every bus there is a statement saying

کہ "سود خور سردار آصف کو پھانسی دو"

Inspite of the fact that I am prepared to swear on my life that I have never taken one penny as interest in my life. So, Mr. Chairman inspite of respects, the deep respect that I have for all political parties in Pakistan and all political leaders of Pakistan because I feel they are national asset. My only fault was that I refused to accept the monopoly of one party particularly the Jamat-e-Islami over either the policies of the State or on the belief..... and faith every Muslman has. This gentleman whose photograph you see there above your head, Mr. Chairman, was also accused of being *'Kaffir'* by the same people who had chosen in their wisdom to accuse some members of the Cabinet and myself as *'Kaffir'*.

Mr. Chairman: So, in short, you (Sardar Asif Ahmed Ali) are saying that the statement which is attributed to you is not correct.

Sardar Asif Ahmed Ali: Sir, that is my submission. But I am also submitting, Sir, that I have condemned the politics of intimidation. I have also condemned policy of threats and threats

were issued to me, I was told, by a leader of the Jamat, that we will fix you up.

جناب چیئرمین: وہ تو بعد کی بات ہے اس کو اس مسئلے میں کیا چھیڑنا۔

سردار آصف احمد علی: جناب وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا بھی کچھ استحقاق ہے تو میں بھی عرض کر دوں جی۔

جناب چیئرمین: آپ بھی استحقاق کا موشن پیش کر دیں۔

سردار آصف احمد علی: جناب میرے میں اتنی جرأت ہے کہ میں ادھر بات کر سکتا ہوں ان کو اگر اتنی جرأت ہوتی تو محترم قاضی صاحب سینٹ سے استعفیٰ دیتے کیوں کہ مسلم لیگ کے ووٹوں سے محترم الیکٹ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: پھر آپ ایک اور ایشو پر چلے گئے ہیں.....

سردار آصف احمد علی: اور دوبارہ الیکشن لڑتے تو پھر استحقاق کی بات ہو سکتی تھی۔

(حکومتی بینچوں کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)

قاضی حسین احمد: میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ میں مسلم لیگ کے ووٹ پر الیکٹ ہوا ہوں، چیلنج کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں یہ جھگڑا تو نہیں ہے اس وقت تو مسئلہ یہ ہے.....

قاضی حسین احمد: میری پارٹی کے آٹھ ووٹ ہیں سرحد اسمبلی میں جو ٹیکنو کریٹ کانسٹچوئنسی میں آپ نے وصول کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں اب مسئلہ یہ ہوا کہ آصف صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے.....

قاضی حسین احمد: مسلم لیگ نے آٹھ ووٹ وصو لکیئے ہیں.....

جناب چیئرمین: یہ الگ بحث ہو گی لیکن اس مسئلے پر جو اس وقت تحریک استحقاق ہے اس پر آصف صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کا کوئی ایسا بیان نہیں تھا اور غلط ایشو ہوا ہے اور غلط چھاپا گیا ہے۔

قاضی حسین احمد: اور میں یہ کہتا ہوں چیلنج کرتا ہوں یہ سب استعفیٰ دے دیں میں بھی دے دوں گا پھر عوام کے اندر جاتے ہیں.....

جناب چیئرمین: اس مسئلے پہ بعد میں آتے ہیں قاضی صاحب پہلے یہ مسئلہ طے کر لیں۔

قاضی حسین احمد: آئی جے آئی کے نام سے جماعت اسلامی کا ووٹ لے کر حکومت پر بیٹھے ہیں اور یہ بات کرتے ہیں استعفیٰ دیں اگر جرأت ہے تو سب چلیں عوام میں چلیں اور سب وہاں پر.....

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، اس مسئلے کو طے کر لیں پھر یہ باقی.....

قاضی حسین احمد: جناب والا، یہ غیر متعلقہ باتیں کرتے ہیں آپ ان کو اجازت دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں اجازت نہیں دے رہا میں اسی لئے ان کو کٹ شارٹ کر رہا ہوں کہ اصل چیز پر آئیں اور وہ یہ ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ باوجود جو اختلافات ہیں اور کئی قسم کے انہوں نے یہ بیان جو آپ کے خلاف جس کا اخبار میں ذکر آیا ہے وہ بیان نہیں دیا وہ تو یہ کہتے ہیں کہ میں قاضی صاحب کا احترام کرتا ہوں۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کی کوئی تردید نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں میں نے تردید بھی کی تھی لیکن اخبارات نے چھاپی نہیں۔

قاضی حسین احمد: جناب والا، جس بات کو انہوں نے کہا ہے انہوں نے ذاتی خط مجھے نہیں لکھا اخبارات کو بیان جاری کیا ہے اس کی ایک کاپی مجھے فیکس کی ہے اس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے مجددی صاحب کا جو بیان ہے اس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے یہ وضاحت اس میں کی ہے کہ میں نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ قاضی حسین احمد کو گرفتار کیا جائے یہ انہوں نے کیا ہے اور انہوں نے خود ایکسپلینیشن

دی ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں جناب، جو آپ کے پاس چیزیں ہیں ہم نے سارے ڈاکومنٹس دیئے ہیں وہ مجددی صاحب نے جو الزام لگایا..... ایک تو جو الزام انہوں نے لگایا میرا خیال یہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کے کہنے پر یہ لگایا ہے.....

سردار آصف احمد علی: یہ جواب بھی نہیں دینے دیتے کسی کو.....

جناب چیئرمین: وہ یہ کہتے ہیں جی کہ وہ یہ بات۔

قاضی حسین احمد: میں بتاتا ہوں جی، اس کے لئے میں دلائل دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں واقعاتی طور پر.....

(مداخلت)

قاضی حسین احمد: جی، جی، میں اس کو چارج کرتا ہوں میرا حق ہے کہ میں اس کو چارج کروں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: قاضی صاحب تشریف رکھیں۔

قاضی حسین احمد: ایک دن مجددی صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں کوئی اس کے بارے میں بات نہیں کرتا۔ دوسرے دن اس نے الزام لگایا کہ اس نے کروڑوں ڈالر کمائے ہیں یہ اس نے کس کے کہنے پر کیا ہے پھر لالیکا صاحب اور صدیق کانجو صاحب ان کے بیانات ہیں دونوں کے بیانات موجود ہیں اس کی کاپی آپ کے پاس ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن آصف احمد علی صاحب کا جو بیان تھا وہ تو صاف کہہ رہے ہیں اور ایوان کے فلور پر کہہ رہے ہیں کہ جی میں نے ایسا بیان جاری نہیں کیا۔

پروفیسر خورشید احمد: لیکن کیا اس specific بیان کے بارے میں انہوں نے کوئی تردید جاری کی ہے۔

Mr. Abdul Sattar Lalika: Sir, we have a procedure in this House. If they keep on barging like this we will never come to an end.

Mr. Chairman: Quite right. I agree with you.

Mr. Abdul Sattar Lalika: Sir, we have a procedure. He has made a statement, we have to reply.

(interruption)

جناب چیئرمین: آپ بھی تشریف رکھیں، آصف احمد علی صاحب کو complete کر لینے دیں تو مختصراً یہ ہوا کہ آصف احمد علی صاحب یہ جو آپ کا بیان اخبارات میں چھپا ہے as far as this issue is concerned کہ آپ نے نہیں دیا what are you saying so, that is all which is relevant for.....

Sardar Asif Ahmed Ali: Sir, I will finish it in a minute.

جناب چیئرمین: نہیں، آپ اور ایشوز میں جا رہے ہیں۔

which is not relevant for this House.

Sardar Asif Ahmed Ali: It will be relevant, Sir.

Mr. Chairman: Right.

Sardar Asif Ahmed Ali: Sir, my problem is that their behavior here is symptomatic of their entire attitude towards this country.

جناب چیئرمین: پھر اور ایشوز پر آپ جا رہے ہیں۔

Sardar Asif Ahmed Ali: this country happens to be too small for them.

یہ تو بہت چھوٹا ملک ہے۔

Mr. Chairman: Asif Sahib you are raising issues which are not directly relevant. They are not relevant to this matter which I am dealing now.

یہ علیحدہ جب بحث ہو گی ان چیزوں پر تو اس وقت آپ اس پر تقریر کریں۔

Sardar Asif Ahmed Ali: Then sir, this whole attitude of threatening members all the time.

تو جناب مجھے threaten کیا ہے جناب میں نے تو Privilege Motion move نہیں کی میں نے انہیں یہ عرض کیا ہے کہ مجھے آپ threaten نہ کریں میں درویش فقیر آدمی ہوں حکم کیجئے میں ادھر منصورہ آجاؤں گا جو چاہے وہاں کر لیجئے۔

قاضی حسین احمد: جناب اسے Privileges Committee میں بھیج دیں تاکہ معلوم ہو جائے اگر ہم نے کوئی threat کیا ہے اس کا بھی پتہ چلے گا اور کوئی embezzlement کی ہے اس کا بھی پتہ چلے گا اور تو کوئی نہیں کہتے یہی کہتے ہیں انکوائری کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور ہم نے کیا مطالبہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، آپ نے کہا ہے کہ آپ پر جو الزام لگایا گیا ہے آپ اس کے لئے ہر قسم کی انکوائری کے لئے تیار ہیں آپ نے publicly کہا ہے آپ نے کہا ہے کہ کوئی فورم انکوائری کر لے سینٹ انکوائری کر لے لیکن اب یہ پوزیشن ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی بیان ہی نہیں دیا ہے اور بیان اگر آیا ہے تو صرف مجددی صاحب کا آیا ہے اور وہ ایک ملک کے سربراہ ہیں.....

قاضی حسین احمد: اور اس کے ساتھ دس اور الزامات لگاتے ہیں یہ تو جناب اس فورم کو دوبارہ اپنی اس پروپیگنڈہ مہم کے لئے جو malicious propaganda ہے اس کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قاضی صاحب نے کل بھی فرمایا تھا آج بھی فرمایا ہے کہ اس کی پارٹی کے آٹھ ووٹ انہوں نے آئی جے آئی کو دیئے ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنی پارٹی کے ووٹوں پر منتخب ہو سکتے تھے میں ان کو ریفریش کرانے کے لئے عرض کروں گا کہ اس وقت ۱۱ ووٹ حاصل کر کے ایک سینیٹر بن سکتا تھا۔ قاضی صاحب کو اگر اپنی پارٹی کے آٹھ ووٹ ملتے تو اس سے وہ ممبر نہیں بن سکتے تھے تین مسلم لیگ سے مانگ کر لیے جھولی پھیلا کر لیے تو وہ ممبر بنے۔

جناب چیئرمین : سعید صاحب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آٹھ ووٹ ان کے تھے انہوں نے آپ کو دیے آپ نے ان کو دیے یہ ایک two-way transaction تھا anyhow اس معاملے کو ختم کریں۔ اب یہ رہ گیا جی کہ ان کی بات تو سن لی اب رہ گئے کانجو صاحب وہ آئیں گے ان کی سن لیں گے اور پھر اس پر قانونی بحث کرادیں گے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید : لالیکا صاحب بھی بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کے بارے میں بھی آیا ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: جی ہاں میرے بارے میں بھی آیا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: اور جناب کانجو صاحب کا جواب میں دوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، کانجو کا بیان کانجو صاحب خود دیں گے۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل : جناب والا! لالیکا صاحب نے کچھ ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو غیر پارلیمانی ہیں۔

جناب چیئرمین: کون سے جی۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: barking

میاں عبدالستار لالیکا: barging

(voices barging not barking)

جناب عبدالرحیم مندوخیل: یہ تو آپ نے آسانی کے لیے 'k' کو 'g' میں تبدیل کر دیا۔

جناب چیئرمین: جی لالیکا صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب، سب سے پہلے تو مندوخیل صاحب کے لیے میں انگریزی انگریزی لہجے میں بول رہا تھا انہوں نے شاید چاہا ہے کہ میں انگریزی پشتو لہجے میں بولوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پشتو لہجہ بہت زیادہ انگریزی صحیح طور پر ادا کر سکتا ہے بمقابلہ راولپنڈی کے لہجے کے۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب والا! ہمیں قاضی صاحب کا بہت احترام ہے بطور سینیٹر کے بطور امیر جماعت اسلامی کے ہمارے ساتھی رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم سے اتنے زیادہ جدا بھی نہیں ہوں گے جناب گزارش یہ ہے کہ قاضی صاحب نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے ان کے اوپر یہ الزام لگایا ہے کہ قاضی صاحب نے embezzlement کی ہے اگر قاضی صاحب میرا بیان پڑھیں تو میں نے تو مجددی صاحب کے اس بیان کے اوپر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے میں نے کہا ہے کہ مجھے تشویش ہے اور پھر ایک دن مجددی صاحب بیان دیتے ہیں دوسرے دن مجددی صاحب کے اوپر حملہ ہو جاتا ہے تو اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہیں کوئی قاضی صاحب کے جو محبت کرنے والے ہیں انہیں کوئی ایسی تکلیف ہوئی ہو اور انہوں نے ایسا کر دیا ہو یہ میری ایک تشویش ہے اور میں یہ چاہتا تھا کہ اس کو کلیئر کیا جائے.....

جناب چیئرمین: نہیں، آپ کا بیان یہ ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔ عبدالستار خان لالیکا نے اس سلسلے میں کہا کہ افغان صدر صبغت اللہ مجددی نے جس روز پشاور میں قاضی حسین احمد کے بارے میں کروڑوں روپے کے ہتھیانے کا الزام لگایا اس کے اگلے روز ہی ان کے کابل ایئرپورٹ پر پہنچتے وقت ان کے طیارے پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا یہ لازمی ایک بہت بڑی سازش کی کڑیاں ہیں اس کا کھوج لگا کر حقائق قوم کے سامنے بے نقاب کرنے چاہئیں۔

جناب عبدالستار لالیکا: بالکل میں یہی کہہ رہا ہوں۔ یہی میں کہہ رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں جی، وہ تو علیحدہ بات ہے لیکن ان کی ذمہ داری کو تو دیکھیں۔

قاضی حسین احمد: انہوں نے جو کہا ہے وہی ہم ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، میں صرف یہ دیکھ رہا ہوں پریویلج موشن بنتا ہے کس کے خلاف بنتا ہے میں وہ دیکھ رہا ہوں باقی کھوج لگانا تو اور بات ہے۔

میاں عبد الستار لالیکا: اگر حوصلہ کریں میرے بزرگ ہیں اللہ انہیں حوصلہ دے دوسرا انہوں نے الزام لگایا ہے میرے قائد اور لیڈر نواز شریف کے اوپر کہ ان کے کہنے کے اوپر مجددی صاحب نے بیان داغا ہے۔ میں روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی سے قاضی صاحب کا ایک بیان پڑھتا ہوں۔ کابل پر ملیشیا کا قبضہ ہے۔ مجددی اس کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ میرے خیال میں قاضی صاحب نے مجددی صاحب کی اس بیان میں بڑی دل جوئی کی ہے کہ وہ خود نہیں جواب دے سکتے۔ سر جہاں تک کسی کے بیانات کے اوپر پریویلج موشن بن سکتا ہے اور پریویلج موشن موو ہونا چاہیئے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک پلندہ امیر جماعت اسلامی سینیٹر قاضی حسین احمد کا لایا ہوں۔ جس میں انہوں نے صدر پاکستان سے لے کر سارے ممبر زپارلیمنٹ کو.....

جناب چیئرمین: اس کی کاپیز ان کو دے دیں اور یہ مجھے دے دیں۔

میاں عبد الستار لالیکا: یہ میں آپ کو دونگا۔ اگر انہوں نے کوئی ایسا پریویلج موشن لانا ہے تو پھر صرف bear me for five minutes میں ان میں سے چیدہ چیدہ چیزیں جو ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں جو انہوں نے مختلف احباب کے متعلق اظہار کیا ہے اور میں پھر ان سے یہ بھی سوال کروں گا اگر اسی طرح پریویلج موشن بنتا ہے تو پھر کیا دوسرے لوگوں کا بھی کوئی استحقاق ہے۔ روزنامہ جنگ ۱۰ مئی ولی خان بھارت کے آلہ کار ہیں اور آلہ کار کے طور پر پشتونوں کے خلاف کام کر رہے ہیں یہ ولی خان کے متعلق ان کا بیان ہے۔ روزنامہ نوائے وقت ۵ مئی عوام روٹی کو ترس رہے ہیں اور عوامی نمائندے (اس میں یہ سارا ایوان اور نیشنل اسمبلی آتی ہے۔) وہ عیش کا سامان کر رہے ہیں کیا ان لوگوں کا کوئی پریویلج ہے اس ہاؤس کا کوئی پریویلج ہے یہ قاضی صاحب نے بیان دیا۔ آگے چلتا ہوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ یحییٰ بختیار صاحب کی بھی اس میں تشفی کرادوں گا۔ حکومت اور اپوزیشن ایک

ہی لائن پر چل رہی ہے دونوں امریکہ کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ A National Party has been accused of treason کہ جناب یہ غیر ملکی لوگوں کے اشارے پر چل رہے ہیں کیا ان کا بھی کوئی پریویلج ہے۔ آگے چلتا ہوں۔ بیوروکریسی بھی بیچاری نہ بچ سکی۔ لیاقت بلوچ کو اس لئے پبلک اکاونٹ کمیٹی کا ممبر نہیں بنایا گیا کیونکہ وہ بیوروکریسی کی لوٹ کھسوٹ کا سارا چٹھا عوام کے سامنے رکھ دیتے A sweeping statement against the entire bureaucracy of Pakistan including some of

(interruption)

میاں عبدالستار لالیکا: آگے جناب وسیم صاحب مجھے وقت دیں گے۔

جناب چیئرمین: زیادہ وقت میں نہیں دوں گا۔

میاں عبدالستار لالیکا: ۱۴/اپریل نوائے وقت راولپنڈی وزارت خارجہ.....

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ ثابت یہی کرنا چاہ رہے ہیں کہ بیان قاضی صاحب نے بھی دیئے ہیں ان کی کاپیز ان کو دے دیں۔ اور یہ مجھے دے دیں۔

میاں عبدالستار لالیکا: وزارت خارجہ میں خطرناک وائرس موجود ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال بہت سے بیانات ہیں۔

Abdul Sattar Laleka: The sweeping statement against the entire foreign office. Then there is a statement by Qazi Sahib, Jamaat ready to support any move in Sindh.

اور کل ماشاءاللہ فرماتے ہیں جو لوگ فوجی ایکشن کا خیر مقدم کر رہے ہیں وہ پچھتائیں گے۔ تضاد۔ اس کے آگے پیپلز پارٹی کی خدمت کرتے ہیں۔ He claimed that Nawaz Sharif Government could not survive without his party support but it did not want to weaken the democratic system and the imposition of Martial law nor he would allow the dishonest PP leadership.

یہ ہے قاضی صاحب کا بیان۔

جناب چیئرمین: بہر حال لالیکا صاحب بیانات ہو گئے نا Laleka Sahib why do you take too much time. What you are trying to say is that انہوں نے بھی بیانات دیئے ہیں۔ Of the same kind. لہذا پریویلج ان کا بنتا ہے تو آپ کا بھی بنتا ہے۔ اور جو اصل بات ہے۔ اور بنیادی آپ کے اوپر الزام تھا اس کے لئے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے یہ بیان دیا ہے۔ قاضی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

(اس مرحلے پر فائل جناب چیئرمین صاحب کو پیش کی گئی)

قاضی حسین احمد: جی میں کہنا چاہوں گا۔ جو پولیٹکل بیانات سٹیٹمنٹس انہوں نے دیئے ہیں میں ان کو own کرتا ہوں تمام سٹیٹ منٹس کو میں کہتا ہوں کیا میں نے کوئی specific الزام لگایا ہے کہ فلاں آدمی نے کروڑوں روپے کی embezzlement کی ہے یا لاکھوں روپے کی embezzlement کی ہے کسی آدمی کے اوپر میں نے کوئی سپیسیفک الزام لگایا ہے۔ فرض کیجئے میں نے لگایا ہے اس کا راستہ یہ ہے وہ بھی پریویلج موشن لے آئیں اور پریویلج کمیٹی کے سامنے لے جائیں میں نے تو اور کچھ نہیں کہا جتنا پلندہ آپ کو دے رہے ہیں سارا پلندہ وہ پریویلج کمیٹی کے سامنے لے جائیں۔ میں نے تو یہی کہا کہ انکوائری کی جائے۔ ان انکوائری کے سامنے اپنا پورا پلندہ جتنی وزارت اطلاعات اپنی ذاتی خدمت پر اس حکومت نے لگا رکھی ہے وہ پوری وزارت اطلاعات کی فوج کو ملا کر یہ اپنے پورے پلندے اس پریویلج کمیٹی کے سامنے لے آئیں اور میں بھی اپنا درد دل ان کے سامنے رکھوں گا اور پھر دیکھیں پریویلج کمیٹی فیصلہ کرے.....

اخوانزادہ بہرور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے میں اسی کے متعلق گزارش کروں یہ جو کہہ رہے ہیں یہ ایک خبر روزنامہ "نیشن" میں ہے۔ Can a Jewel do what nothing else could do یہ قاضی صاحب کے فرزند ارجمند کی شادی کے موقع پر بے نظیر صاحبہ نے ایک سونے کا ہار بھیجا تھا اس کے متعلق انہوں نے یہ خبر دی ہے۔ یہ مسئلہ بڑا complicated ہے اس کو ہاؤس میں ڈسکس کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: This is a serious discussion...

قاضی حسین احمد: جناب والا! اس کو بھی پریویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے یہ انہوں نے ایک اور allegation لگائی ہے اس کو بھی پریویلج کمیٹی میں لے جائیں اور یہاں اس ہاؤس کے اندر بہرہ ور سعید صاحب کا attitude ہے اس attitude کو بھی پریویلج کمیٹی میں لے جائیں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: گلزار صاحب جب میں کہوں اس وقت اٹھیں۔ Please do not make it into a....

جناب محمد اعظم خان ہوتی: چونکہ میں آج جناب صدیق خان کانجو کو نمائندگی کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: وہ خود آئیں گے پھر ان سے بات کریں گے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: میں گزارش کروں گا کہ قاضی صاحب محترم ہیں اور ایک مذہبی جماعت کے سربراہ بھی ہیں بڑا فعال کردار ادا کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور خاص طور پر افغانستان کا پچھلا تیرہ چودہ سالہ دور ہے.....

قاضی حسین احمد: ۱۴ سالہ جہاد کہیں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: بڑا کردار ادا کیا ہے اب ایک آزاد اور خود مختار ملک کے صدر کے بیان پر انہوں نے اس استحقاق کے مسئلے کو اٹھایا ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے جناب والا! میں سمجھتا ہوں بڑی قابل ستائش بات ہے کہ وہ خود کو محاسبے کے لئے پیش کر رہے ہیں معاملہ بڑا نازک ہے گھمبیر ہے اور کروڑوں ڈالر کی بات ہے قاضی صاحب کی عزت کا بھی سوال ہے لیکن سوال یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی شاید یہ فیصلہ نہ کر سکے اب جبکہ انہوں نے خود کو محاسبے کے لئے پیش کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ ایک خصوصی عدالت کو پیش کیا جائے کہ وہ فیصلہ کرے۔ یہ بہتر رہے گا۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! اگر آج جناب نے اس کا فیصلہ کرنا ہے تو.....

جناب چیئرمین: نہیں، آج میں کیسے کر سکتا ہوں۔ اس پر کانجو صاحب کا بیان سننا ہے پھر میں نے قانونی چیزیں دیکھنی ہیں تو یہ.....

چوہدری امیر حسین: اس لئے اگر آج فیصلہ نہیں کرنا تو پھر جو قانونی بحث ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو پھر موخر کرتے ہیں، اس کے قانونی پہلوؤں کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ اس سلسلے میں پروفیسر صاحب آپ بھی مدد کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: آج ہی اس پر فیصلہ دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں، آج نہیں۔

چوہدری امیر حسین: اس پر تیار تو میں بھی ہوں لیکن کانجو صاحب نہیں ہیں، ان کا موقف بھی سن لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: آج ہی فیصلہ کئے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آج نہیں، آج چونکہ سندھ کی صورت حال پر بھی بحث ہونا ہے۔ آج اتنا وقت نہیں ہے۔

چوہدری امیر حسین: جو دو وزراء موجود ہیں انہوں نے تو اپنا موقف پیش کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال آج کی بحث کا لب و لباب یہ ہے کہ سردار آصف احمد علی صاحب نے کہا ہے کہ میں نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا ہے،

Ch. Amir Hussain: Correct.

جناب چیئرمین: لالیکا صاحب کا بیان میں نے پڑھ دیا ہے، وہ بھی اس نوعیت کا نہیں ہے، تیسری چیز یہ آگئی ہے کہ حکومت کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ سیاسی بیانات ہیں، جیسے میں نے بھی کہا تھا کہ سیاسی بیان دیئے جاتے ہیں اور یہ دونوں جانب سے ہوتے ہیں۔ اب قانونی لیول پر ایشو یہ رہ گیا ہے۔ ایک تو واقعاتی لیول پر ہے کہ کانجو صاحب اس پر کیا کہتے ہیں، لیکن otherwise دونوں نے deny کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی، لالیکا صاحب نے تو own کیا ہے۔

قاضی حسین احمد: ڈاکٹر بشارت الٰہی کے کیس میں ایسی ہی تحریک منظور کی ہے۔ اور اسے تحریک استحقاق کمیٹی میں ریفر کیا ہے۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد: جناب والا، امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہئیے۔

جناب چیئرمین: میری عرض تو سن لیں، آپ کے بارے میں دونوں حضرات نے جو بیان دیئے تھے وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے نہیں دیئے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: جی، بیان ہی نہیں دیا تو اسے کیسے ریفر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جب وہ deny کر رہے ہیں.....

پروفیسر خورشید احمد: لالیکا صاحب نے تو disown نہیں کیا ہے بیان اپنا، انہوں نے کہا ہے کہ میں نے بیان دیا ہے۔

جناب چیئرمین: کس نے کہا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: لالیکا صاحب،

جناب چیئرمین: لالیکا صاحب کا بیان تو میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: لالیکا کا بیان تو چیئرمین نے disown کیا ہے۔ پروفیسر صاحب آپ ذرا سنیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں نے سنا ہے۔

جناب چیئرمین: لالیکا صاحب کا بیان میں پھر پڑھ دیتا ہوں، وہ یہ ہے کہ لالیکا صاحب نے اس سلسلے میں کہا کہ افغان صدر صبغت اللہ مجددی نے جس روز پشاور میں قاضی صاحب کے بارے میں کروڑوں روپے ہتھیانے کا الزام لگایا اور اس سے اگلے روز کابل ائرپورٹ پر پہنچتے وقت ان کے طیارے پر راکٹوں سے حملہ کیا، یہ لازمی ایک بہت بڑی سازش کی کڑیاں ہیں۔

قاضی حسین احمد: جی، انہوں نے deny تو نہیں کیا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن یہ آپ کے خلاف کیسے بنتا ہے۔

قاضی حسین احمد: جناب mallitious ہے، انہیں کروڑوں ڈالر کا انہوں نے ذکر کیا ہے اور یہ بیان اس مہم کا ایک حصہ ہے جو حکومت نے میرے خلاف چلائی ہے اور مجددی پراٹیک کو میرے ساتھ link کیا ہے۔

جناب چیئرمین بہر حال اس کو دیکھ لیں گے۔ بہر حال انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ میں نے یہ بیان دیا ہے، اس کے effect کے بارے میں دیکھ لیں گے کہ کیا بنتا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: انہوں نے اس کو prove بھی کیا ہے۔

جناب چیئرمین بہر حال، اس کو دیکھ لیں گے۔ اب ہم تحریک التواء کو لیتے ہیں۔

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر میں ایک بہت ہی ضروری مسئلہ کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی،

قاضی حسین احمد: جناب والا، یہاں لیجسلیشن کا کام مسلسل موخر ہو رہا ہے، لیجسلیشن یہاں انجینئرنگ اور ریلوے کے ڈاکٹرں کا معاملہ منسلک ہے۔ تیس / چالیس انجینئرز روز آتے ہیں اور تین چار روز سے آرہے ہیں اور ان کو بھی یہ نوٹس serve ہوا ہے کہ ۳۰ جون کو ان کی سروسز terminate ہو جائیں گی۔ ان میں کچھ ایسے ڈاکٹر ہیں جو دس دس سال سے یہاں کام کر رہے ہیں ایسے انجینئرز ہیں جو پانچ پانچ سال سے کام کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت یہ یقین دہانی کرادے کہ وہ ان کے نوٹس واپس لے لے گی کیونکہ ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو دوبارہ سرکاری ملازمت نہیں مل سکے گی یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پہلے وزیر صاحب کی بات سن لیں۔

چوہدری امیر حسین: میں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پہلے ہی اس معاملہ پر غور کر رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ I am not sure شاید قاضی صاحب کو اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ حکومت اس بارے میں غور کر رہی ہے اور ۳۰ جون سے پہلے اس کا فیصلہ بھی کیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اسی ایوان میں گورنمنٹ کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ بھی دیا جائے اس لیئے یہ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو بھی اتنا ہی احساس ہے اور ہم چونکہ پہلے یہ کام کر رہے ہیں اور اس کا کسی حد تک فیصلہ ہوا ہے، باقی ہونے ہی والا ہے فاضل ممبر کو شاید اس کا پتہ کہیں سے چل گیا ہو گا کہ گورنمنٹ اس پر غور کر رہی ہے اس لئے انہوں نے پوائنٹ ریز کیا ہے.....

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ۳۰ جون سے پہلے اس پر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے۔

قاضی حسین احمد: جناب، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ غور کر رہے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب ''غور'' کی بات نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ ان کے گلے پر چھری چل رہی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم غور کر رہے ہیں۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ، باری باری، پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔

چوہدری امیر حسین: جی، میری ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: ان کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ان کی بات پہلے ختم ہو جائے تو پھر آپ کو بھی موقع ملے گا۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا، گورنمنٹ کو اس بات کا احساس ہے۔ گورنمنٹ کو ان تمام ملازمین سے ہمدردی ہے جو کہ ریلوے یا دوسرے محکموں میں کام کر رہے ہیں اور

۳۰ جون سے پہلے اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ دیا جائے گا اور جو پالیسی سٹیٹمنٹ دیا جائے گا وہ انشاءاللہ بہتر ہو گا اور ان ملازمین کے حق میں بھی ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر خورشید صاحب،

پروفیسر خورشید احمد: جس وقت ڈاکٹروں کے سلسلے میں وہ بل ہمارے پاس آیا ہے اور جسے نیشنل اسمبلی نے منظور کر لیا ہے، ہم نے اس پر گرفت کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ یہ discrimination ہے اور صرف ڈاکٹروں کو ہی مستقل نہ کیا جائے بلکہ ایسے ملازمین کو جو دوسرے محکموں میں کام کر رہے ہیں اور جن کے کیس بھی اسی نوعیت کے ہیں ان سب کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے اور اسی بنیاد پر ہم نے یہ بات کہی تھی کہ ہم آپ سے اس قانون میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ گورنمنٹ اس بات کی ضمانت دے کہ ہم باقی معاملات کے اندر بھی ایک اصول کی بنیاد کے اوپر جتنے افراد بھی ایک سال پہلے، ڈیڑھ سال تک ایڈھاک بھرتی ہوئے ہیں اور وہ معیار پورا کر رہے ہیں، ان کو بھی regularize کر دیا جائے گا اور آئندہ کوئی ایڈھاک appointmennts نہیں ہو گی بلکہ تمام appointments جو ہیں یہ میرٹ کی بنیاد کی پر ہوں گی اور یہ پبلک سروس کمشن کے ذریعہ سے ہوں گی۔ یہ دونوں linked ہیں اس لئے اگر آپ اس کے ساتھ ہی بیان دے دیں تو معاملہ۔ صاف ہو جاتا ہے اس کا کوئی تعلق کسی سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ہے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ آپ کے ہاں کیا کھچڑی پک رہی ہے لیکن یہ ایک قومی مسئلہ ہے اور اس قومی مسئلہ کو ہم نے لنک کیا تھا اس قانون کے ساتھ۔ یہ تھا اصل مسئلہ۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا،

جناب چیئرمین: ایک منٹ، عباس شاہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید عباس شاہ: جناب، یہ مسئلہ ہمارے تمام ممبران نے آج پارٹی میٹنگ میں اٹھایا تھا انجینئرز کا، ہو سکتا ہے کہ جیسے وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس کی ہوا کہیں اور بھی لگ گئی ہو گی۔ حکومت والوں نے اپنی پارٹی کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ان کی genuine demand مانی جائے گی اور انشاءاللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا میں صرف یہی کہنا چاہتا تھا۔

Syed Abdullah Shah: Sir, the appointees of the four provinces have been regularized and in the Federal Government only some sections being done and rest are being left out. Our demand has been that Kindly do Justice do not pass discriminatory laws give the some treatment to the adhoc employees of the Federal Government.

جناب چیئرمین: یہی کہہ رہے ہیں کہ معاملہ consider ہوا ہے گورنمنٹ بھی کہہ رہی ہے کہ We will make a policy statement before the 30th of June.

Syed Abdullah Shah: Sir, there is already so much unemployment. These boys come to us every evening.

جناب چیئرمین: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہی مسئلہ consider ہوا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بیان دیں گے کہ ہم we are reviving it جی جناب مندوخیل صاحب،

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: انہوں نے یہ کہا ہے کہ ۳۰ جون سے پہلے پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے۔ ہم ان کی بات سے مطمئن ہیں لیکن یہ گزارش کریں گے اور ان کے علاوہ اور بھی مختلف محکموں میں ایڈہاک ہیں۔ ان کے بارے میں بھی فیصلہ کیا جائے۔

سید عباس شاہ: جی، سب کے بارے میں بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سب کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ ڈاکٹروں کے بارے میں تو یہ specific بل ہے۔ اب جو بات کر رہے ہیں وہ وہی بات کر رہے ہیں جو آپ کر رہے ہیں جیسے کہ عباس شاہ صاحب نے کہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: شکریہ۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا، میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں۔ کہ بات کیا ہے۔ ڈاکٹروں کے متعلق خاص بل کیوں پیش کیا گیا ہے۔ یہ بات ذہنوں میں کھٹک رہی ہے اصل میں جناب والا، بات یہ تھی کہ صوبائی حکومتوں، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ نے ان ڈاکٹروں کو جو کہ ۱۹۸۸-۱-۱۲ سے ایڈھاک بھرتی ہوئے تھے، ان کو regularize کرنے کے لئے بل پاس کر دیا۔ اس لئے اس کی مطابقت کے لئے مرکز میں بھی یہ بل پیش کیا گیا

نیشنل اسمبلی میں بھی اور یہاں بھی۔ اب جناب والا ، صورت حال یہ ہے کہ چونکہ گورنمنٹ کو ہمارے پارٹی ممبران نے، جیسے کہ فرمایا گیا ہے، کہا ہے کہ اس بارے میں فیصلہ کیا جائے اور جواباً گورنمنٹ نے ۳۰ جون سے پہلے فیصلہ کر کے، سٹیٹمنٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ یہ سٹیٹمنٹ دے دی جائے گی جو کہ تمام محکمہ جات کے ایسے ملازمین کے متعلق ہو گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ایک تحریک التواء لے لیتے ہیں اور اس کے بعد سندھ کی صورت حال پر بحث شروع کرا دیتے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک تحریک التواء لے لیتے ہیں۔ ایک تحریک التواء ہے پروفیسر خورشید احمد صاحب کی On the delay in the supply of I.D. cards to the general public by the Registration office Rawalpindi.

پروفیسر خورشید احمد: میں اسے تو پڑھ دیتا ہوں لیکن دوسرا بھی اسی سے متعلق ہے اگر اس کو بھی ساتھ ہی لے لیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: کون سا والا، جی،

پروفیسر خورشید احمد: نمبر ۴۷،

جناب چیئرمین: verification

پروفیسر خورشید احمد: دونوں کا ایشو ایک ہی جیسا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، دونوں لے لیتے ہیں۔

AD: MOTION *RE:* THE DELAY IN THE SUPPLY OF I.D. CARDS TO THE PUBLIC

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کروں۔

راولپنڈی کے رجسٹریشن آفس کی بجلی منقطع کر دئے جانے کے بعد شناختی کارڈوں کا اجراء معطل ہو گیا۔ جہاں روزانہ ہزاروں افراد شناختی کارڈ حاصل کرنے جاتے ہیں بجلی کے بغیر شناختی کارڈوں پر پلاسٹک کوٹنگ کا کام نہیں ہو رہا ہے جس سے ہزاروں لوگوں کو تحت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ ایک اہم اور فوری مسئلہ ہے اس لئے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی معمولی کی کارروائی کو روک کر یہ مسئلہ فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed ? yes, it is being opposed.

پروفیسر خورشید احمد: اگر اجازت دے دیں تو میں دوسری بھی پڑھ دوں۔

راجہ نادر پرویز خان: سر، میں وضاحت کئے دیتا ہوں۔ There is nothing in that

پروفیسر خورشید احمد: اسی لئے میں کہتا ہوں کہ دوسری بھی ساتھ لے لیں۔ دونوں کو ساتھ ساتھ لے لیتے ہیں اور دونوں کو وضاحت کر دیجئے گا۔

چوہدری شجاعت حسین: اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کا تعلق ہے اس کے ساتھ۔ بہر حال پھر بھی اگر آپ اسے علیحدہ لینا۔ چاہتے ہیں تو علیحدہ لے لیں۔

چوہدری شجاعت حسین: وہ ہے ہی Separate

جناب چیئرمین: جی جناب منسٹر صاحب۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب انہوں نے کہا ہے کہ مشکلات کا سامنا ہے۔ مشکلات کا سامنا نہیں ہے بجلی بحال کر دی گئی ہے کیونکہ انہوں نے بل دینا تھا۔ بل اب pay ہو گیا ہے And electric connection has been restored and there is no problem as for as I.D. Cards are concerned.

پروفیسر خورشید احمد: صرف ذرا تاریخ بتادیں کہ کب بجلی کٹی تھی اور کب بحال ہوئی؟

راجہ نادر پرویز خان: دوسرے ماہ میں ان کی بجلی کاٹ دی گئی تھی Because there were outstanding Bills. اور ان کی بجلی، ۲۷ مئی کو جب انہوں نے بل clear کیا ہم نے بجلی restore کر دی اس سے بیس دن پہلے On the 7th of May, 1992

پروفیسر خورشید احمد: جی تقریباً دو مہینے بعد۔

راجہ نادر پرویز خان: جی ہاں۔

پروفیسر خورشید احمد: اور دونوں محکمے حکومت ہی کے ہیں ایک نے بل ادا نہیں کیا تھا اور دوسرے نے بل وصول کرنے کے لئے بجلی کاٹ دی۔ سوال یہ ہے کہ تقریباً ۲ ماہ ۱۳ دن بجلی کٹی رہی.....

راجہ نادر پرویز خان: نہیں نہیں Sir, I just want to bring on record that Government and semi Government organizations owe 950 cross of rupees to Wapda Sir.

جناب چیئرمین: اگر کسی نے بل بجلی ادا نہیں کیا تو بجلی کاٹ دی گئی لیکن کب کہتے ہیں کہ بحال ہو گئی ہے retore ہو گئی ہے معاملہ اب معمول پر آ گیا ہے So on these circumstances would you like to press this motion.

پروفیسر خورشید احمد: پریس کرنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ معاملہ قابل غور ہے حکومت کے لئے، کہ آپ ہی کے دو departments جو بل نہیں دیتے اور پبلک کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی So this is disposed of as not being pressed. اب میرا خیال ہے سندھ کی صورتحال پر آ جائیں، آج قانون سازی کا تو وقت نہیں ہے۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: May I make a request Sir that since I have applied for leave tomorrow if you be gracious and kind enough to allow me to complete my speech to day.

جناب چیئرمین: آپ کی شروع ہو چکی ہے۔

Syed Iqbal Haider: No Sir, to start and complete it today, I will be hhighly obliged.

(مداخلت)

FURTHER DIS CUSSION ON SINDH SITUATION

جناب چیئرمین: تو اس طرح کرتے ہیں کہ ابراہیم خان صاحب کی باری ہے وہ مختصر بھی بولتے ہیں تو ان کو پہلے موقع دیتے ہیں پھر جتوئی صاحب اور پھر اقبال حیدر صاحب۔ جی ابراہیم خان صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان: جناب والا! بہت شکریہ مجھے وقت دیا۔ مجھ سے پہلے میرے کافی معزز دوست اس موضوع پر بول چکے ہیں۔ جناب والا! سندھ کے حالات تقسیم سے پہلے اور بعد میں ابتدائی سالوں میں بہت پر امن اور ساز گار رہے تھے اور جو ہمارے مشاہدے میں رہے ہیں میں نے سندھ کو جب پہلی بار دیکھا تھا تو ۴۸ء میں دیکھا تھا۔ یہاں تک میں نے دیکھا کہ بچیاں لڑکیاں فٹ پاتھ پہ PT Shoes پہن کر سکیٹنگ کیا کرتی تھیں کوئی خدشہ نہیں تھا کسی کی عزت و آبرو کا کوئی خطرہ نہیں تھا مگر آج پاکستان کو بنے ہوئے ۴۵ سال گزر چکے ہیں اور ان سالوں میں جو تبدیلیاں آئی ہیں اور اس وقت ان تبدیلیوں نے جو صورت اختیار کی ہے وہ نہایت تشویشناک ہے۔ اس میں جناب والا! کوئی شک نہیں ہے کہ امن و امان برقرار رکھنا اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا یہ حکومت کے اولین فرائض میں سے ہے اب جو اصل factor یا عوامل جنہوں نے سندھ میں انتشار پھیلایا ہوا ہے اور پورے معاشرے کو منتشر کئے ہوئے ہے دراصل ان عوامل کو ڈھونڈنا پڑے گا ان اسباب کو ڈھونڈنا پڑے گا ان عوامل اور باتوں کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی شاید سندھ کے مسئلے کا حل ممکن ہو سکے۔

جناب والا! عوام کی رنجشوں اور شکایتوں کے کچھ اسباب ہوتے ہیں اس کے کئی ایک اسباب ہوا کرتے ہیں جب عوام رنجیدہ ہوں جب عوام offended ہوں، بے روزگار ہوں اقتصادی حالات اور سیاسی محرکات بھی ہو سکتے ہیں ہم نے دیکھا ہمارے اس ملک پاکستان میں سیاسی مسائل کا حل سیاسی طور سے نہ کیا گیا اور ہمارے ملک کا اسی بنیاد پہ ایک بڑا حصہ کٹ گیا۔ اور وہ ایک خود مختار آزاد بنگلہ دیش بن گیا جو مشرقی حصہ تھا پاکستان کا، اب بھی ہمارے شہریوں کو کچھ خدشات ہیں کہ ایسے اقدامات سے کنارہ کیا جائے جو ان باتوں کو دہرائی ہو جو ہمارے مشرقی حصے میں کوئی ۲۲/۲۰ سال پہلے وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ جناب والا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حکومت کسی اولین ذمہ داری ہے کہ ملک میں امن وامان ہو۔ سندھ کے حوالے سے میں کچھ اور آفتوں کی بھی نشاندہی کرتا ہوں کہ اس ملک میں تعصب تنگ نظری فرقہ واریت کی بنیاد پر بھی کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر روز ہنگامے ہوتے ہیں قتل و غارت ہوتی ہے اور فرقہ وارانہ جنگ و قتل ہوتا ہے شمالی علاقہ جات، گلگت، فاٹا، کرم ایجنسی اور پنجاب میں جھنگ ہے جہاں روز ایسے فسادات ہوتے ہیں۔ حکومت کو لازمی طور پر ان خرابیوں کی بیخ کنی کے لئے کچھ اقدامات کرنے پڑیں گے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپنے سیاسی مسئلے کی بنیاد پر میں کبھی بھی فوج کے اقدامات کو نہیں سراہتا مگر جہاں جان و مال کی بات آجاتی ہے انسانی آبرو کی بات آجاتی ہے تو وہاں پھر ہر حربے سے گزرنا پڑتا ہے ان ایام میں جناب والا! ایک بہت بڑی خرابیاں جو ہمارے معاشرے میں آئیں اور جو اس فسادات میں تخریب کاریوں میں اس کا بڑا حصہ ہے، کلاشنکوف کلچر یہ دراصل افغانستان کی جنگ کا تحفہ ہے جو بیچارے افغان عوام پر جنگ مسلط کی گئی ہے، یہ اس کا تحفہ ہے، یہ کلاشنکوف ملک میں کوئی imported item تو نہیں ہے کہ حکومت امپورٹ کرتی ہے اور لوگوں کے ہاتھ میں تھما دیتی ہے کلاشنکوف نہیں، یہ تو وہ ادارے ان لوگوں کو پیسے بیچ کر دے گئے ایک زمیندار آدمی نے کہا کہ سندھ میں ایک لاکھ کلاشنکوف ہے اگر سندھ میں اتنی ہیں تو پھر ممکن ہے پنجاب میں زیادہ آبادی ہے دو لاکھ اور

فرنٹیئر میں اس سے بھی زیادہ اس لئے کہ وہ ۳۰ لاکھ مجاہدین تو ہمارے صوبے میں رہتے تھے اور قبائلی علاقے میں تو اس سے بھی زیادہ، اور اگر ہم حقیر سی شمار لے لیں کہ پاکستان میں ۵ لاکھ کلاشنکوف ہیں تو جناب والا! ایک کلاشنکوف ۲۰ ہزار سے لے کر ۵۰ ہزار تک کا بکا ہے اور تقریباً ۱۵ ارب روپے کی پاکستان میں صرف کلاشنکوف بکی ہے۔ اور ان اداروں کے بارے میں معلوم ہے کہ جن کے ہاتھ سے افغان مجاہدین کو یہ اسلحہ جاتا تھا۔ لوگوں نے سٹنگر میزائل تک بیچے بلکہ یہاں تک فروانی اسلحے کی اس ملک میں آئی ہے کہ لوگوں نے ان راکٹوں کے پرنالے اپنی چھتوں پر بارش کا پانی بہانے کے لئے بنائے ہیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ادارے معلوم ہیں جنہوں نے یہ کلاشنکوفس پرامن شہریوں کے ہاتھوں میں بھیجی ہیں۔ اس سے وہ ادارے بہت پیسہ بنا گئے ہیں اور اتنا پیسہ بنا گئے ہیں کہ اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان بیچارے مہاجرین کو کیا ملا ہے۔ ان کا تو غلہ بھی وہ کھا گئے ہیں، ان کا تیل بھی کھا گئے، ان fuel wood بھی کھا گئے۔ اس کے بدلے میں وہ ہمارے جنگلات اپنے گھروں کو گرمانے کے لئے وہ کاٹتے رہے اور ٹھنڈے موسم میں رات کو جلاتے رہے۔ جناب والا! میں اتنا عرض کروں گا کہ وہ فیکٹرز، وہ ایلیمنٹس ان کی تحقیق کی جائے کہ وہ لوگ جو offended ہیں، جن کو رنجشیں ہیں سیاسی طور پر، ان سیاسی لوگوں کی ایک فہرست بنائی جائے۔ میری تجویز ہے کہ ان کو کھلے عام معافی دی جائے۔ سیاست کرنا پاکستان میں کوئی جرم نہیں ہے۔ مختلف مسلک رکھنا پاکستان میں کوئی جرم نہیں ہے۔ ڈکیتی کرنا جرم ہے، قتل کرنا جرم ہے، راہزنی کرنا جرم ہے، اغوا برائے تاوان کرنا جرم ہے۔ مگر سیاست کرنا جرم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے بھی سیاسی لوگ ہوں گے کہ جو اب مفرور ہیں اور ان کے خلاف جھوٹے مقدمے ہوں گے۔ میں اس ہاؤس کے فلور سے استدعا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے بارے میں معلوم کیا جائے کہ جو سیاست کی بنیاد پر ہمارے شہروں سے مفرور ہو کر جنگلوں میں گئے ہیں، ایک واضع مثال میں آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کوئی جو جنگل میں مارا جائے گا وہ ڈاکو ہو گا اور راہزن ہو گا۔

میں یوسف جاکھرانی کو بذات خود جانتا ہوں وہ میرے ساتھ پارٹی میں شیر باز مزاری صاحب کی صدارت میں سیاسی ورکر رہا ہے۔ میں کیسے تسلیم کر سکتا ہوں کہ وہ ڈاکو تھا اور وہ راہزن تھا۔ ایسے واقعات کہ جس سے ہماری ڈیفینس کا امیج بھی خراب ہوتا ہو اور لاء اینڈ آرڈر کے اداروں کا امیج بھی خراب ہوتا ہو اور وہ لوگوں میں بھی بدگمانیاں پیدا ہوں اس کا تدارک کرنا چاہیئے اور بروقت تدارک کرنا چاہیئے۔ بڑے خدشات ہیں اس میں ہمیں اگر اس عمل کو جاری رکھا گیا۔ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاسی عمل کی کوئی بندش تو نہیں اور نہ بندش ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ افغانستان کے معاملات میں ہمارا ملک بہت دخل کرتا رہا ہے اور نجیب نے کئی بار ان لوگوں کے بارے میں معافی کا اعلان کیا کہ جو سیاسی لوگ تھے اپنے وطن میں آئیں۔ اسی طرح ہماری گورنمنٹ بھی یہ کر سکتی ہے کہ جو لوگ جھوٹے مقدمات میں ملوث کئے گئے ہیں بیچارے مفرور ہیں۔ ہاں راہزن کو آپ پکڑیں، ڈاکو کو آپ پکڑیں، قاتل کو پکڑیں، کون کہتا ہے کہ نہ پکڑیں۔ مگر وہ لوگ جو سیاسی کردار رکھتے ہیں ان کو آپ لائیں اور ان کی عام معافی کریں۔ ان پر جھوٹے مقدامات ختم کریں۔ کم از کم وہ سیاسی ایلیمنٹ تو حکومت کا ساتھ دیتے تھے۔ اس سے ہمارا فائدہ ہوگا۔ جناب والا! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ میری بات طویل نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ ایک گزارش میں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! ہمارے ملک میں ایک اہم سی بات بن گئی ہے کہ جو بھی حکومتیں آتی ہیں ان پر الیکشن میں انتخابات میں دھاندلی اور رگنگ کے تو الزامات لگتے ہیں۔ اس کے تو ہم خود گواہ ہیں کہ جب بھی ریفرنڈم ہوتا ہے تو زندہ ووٹ نہیں ڈالتے مردہ ووٹ ڈالتے ہیں۔ فہرست رائے دھندگان کو جب ہم ملاحظہ کرتے ہیں تو ہر مردے کا ووٹ وہاں پڑا ہوتا ہے۔ جناب والا اس کا تدارک کرنا چاہیئے کہ ملک میں کبھی بھی کسی الیکشن میں دھاندلی نہ ہو اور جو بھی منتخب حکومت آئے عوام کو یہ اعتماد ہو کہ یہ منتخب حکومت ہے اس حکومت کا وقار ہوگا۔ اس حکومت پر اعتماد ہوگا اور اس حکومت کی ایک اتھارٹی ہوگی۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ہم نے بہت بھگتا ہے۔ ہم نے بارہ سال مارشل لاء رگنگ کی وجہ سے بھگتی ہے۔ یہ

ریسنٹ مارشل لاء تھی جس سے ہماری گلو خلاصی ہوئی ہے۔ تو میں اس ہاؤس کے وسیلے سے اور آپ کے وسیلے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ جب بھی انتخابات ہوں ان انتخابات کو اتنا یقینی بنایا جائے کہ کسی کے منہ سے بات نہ نکلے کہ یہ رگنگ کے طور پر، دھاندلی کے طور پر منتخب ہوئی ہے اور کوئی قانونی اور کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے کہ وہ عوام پر حکومت کرے۔ یہ ایک بہت بڑا فیکٹر اس ملک میں بدامنی کا ہے۔ جناب والا! اگر یہ تدارک ہو گیا، اگر ایسے وسیلے بن گئے اور اگر اپنی حکومتوں پر عوام کا اعتماد بحال ہو گیا تو امن وامان ہو جائے گا۔ ایک بات اور بھی جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء کا جو آئین بنا اس آئین میں صوبوں کے اپنے حقوق تھے، اس آئین میں ان کے اختیارات تھے۔ وہ اختیارات چند مخصوص لوگوں تک محدود تھے۔ آج ۱۹۷۳ء سے ۱۹۹۲ء تک انیس سال گزر چکے ہیں اور بھی تک وہ اضافی محکمے مرکز کے پاس ہیں۔ کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ صوبوں کی بدگمانی مرکز سے پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ڈیفینس ہمیں ضرورت ہے کہ مرکز کے پاس رہے، مواصلات ہمیں ضرورت ہے مرکز کے پاس رہے۔ خزانہ ہمیں ضرورت ہے مرکز کے پاس رہے۔ فارن افیئرز ہمیں ضرورت ہے مرکز کے پاس رہے۔ لیکن یہ باقی شعبے صوبوں کو دے دیں کہ وہ خود سنبھال لیں۔ یہ روز بروز الزامات ہم اس ہاؤس میں دیکھتے ہیں۔ فصیح اقبال صاحب کو روز دیکھتے ہیں وہ کوٹے کی بات کرتے ہیں، ملازمتوں کی بات کرتے ہیں۔ یہ انصاف اور یہ عدل جب اس ملک میں نہیں آئے گا یہ بدگمانیاں اور یہ رنجشیں یہ تو بڑھتی جائیں گی اور یہ وہی صورت اختیار کریں گی جیسے احساس محرومی کا مسئلہ بنگلہ دیش کے ساتھ ہوا تھا، اس کے نتائج ہم کو معلوم ہیں، اسی احساس محرومی کا گار کوئی اور صوبہ شکار ہو گا خدانخواستہ خدانخواستہ تو اس کے نتائج بہت ہی خطرناک ہوں گے۔ مہربانی

جناب چیئرمین: مہربانی۔ اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ سندھ کی.....

ایک معزز رکن: اردو میں ہی۔

سید اقبال حیدر: جی اردو میں ہی۔ لیکن میں آپ سے ادب سے گزارش کروں گا کہ کیونکہ وقت کم ہے اس لئے اس میں انٹر پشن نہ کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں ہے جی، کوئی انٹر پشن نہیں کی جائے گی۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! اس میں تو کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ سندھ میں بچہ بچہ ہر شخص، ہر فرد، عورت ہو، مرد ہو کسی بھی سیاسی جماعت سے اس کا تعلق کیوں نہ ہو وہ بے چین ہے کہ یہ لاقانونیت ختم ہو۔ وہ بالکل خواہاں ہیں کہ ہر حالت میں، ہر قیمت پر عوام کی عزت، جان و مال کا تحفظ ہونا چاہیے۔ اس بات میں بھی جناب چیئرمین، کوئی شک نہیں ہے کہ لاقانونیت اور دہشت گردی اور ڈاکے ڈالنے والے عناصر موجو ہیں۔ اذیت گاہیں موجود ہیں۔ عقوبت گاہیں موجود ہیں۔ بڑی تعداد میں اسلحہ موجود ہے اور جب تک یہ تمام عوام دشمن عناصر موجود ہیں اور جب تک ان کی بیخ کنی صوبے میں نہیں ہوتی یا پاکستان میں نہیں ہوتی امن وامان بحال کرنا ناممکن ہے۔ اس کی بیخ کنی ہونی چاہیے، اس میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ جناب چیئرمین، صوبہ سندھ شاہ لطیف بھٹائی کی دھرتی امن کا خطہ تھا۔ اس نے ہماری بڑی حوصلہ افزائی کی ہے، خاص طور پر اردو بولنے والوں کو۔ صوبہ سندھ نے میزبانی کا کردار فراخدالی کے ساتھ ادا کیا۔ ہم یہاں پر آئے ہیں، ہم سب ایک امن کی خاطر آئے تھے اور امن کا ہی یہ خطہ تھا۔ یہاں کی مہمان نوازی بالکل بے مثال ہے۔ آخر زیادہ تر اردو بولنے والے پشاور میں کیوں نہیں گئے، پنجاب میں کیوں نہیں گئے جب کہ ہم واہگہ کے بارڈر سے آئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ ہی یہی تھی کہ اس صوبے کی مہمان نوازی اور اس کی امن پسندی کا ایک تاریخی رول تھا۔ شاہ لطیف بھٹائی کے اشعار سے اس صوبے میں امن و محبت اور بھائی چارے کا پرچار کیا جاتا تھا۔ اس کے امن کو تباہ کیا ہے، میں معذرت چاہتا ہوں، پلیز برا نہ مانئے گا بارہ سالہ مارشل لاء کے دور میں دانستہ طور پر۔ پہلے فرقہ واریت کو ہوا دی گئی تاکہ عوام کو تقسیم کیا جائے لیکن جب اقتدار پر قابض حلقوں نے محسوس کیا کہ

مذہبی فرقہ واریت اور جنونیت سے ان کی صفوں میں بھی دراڑ ڈالی جائے تو انہوں نے فرقہ واریت کا، آپ کو یاد ہو گا ۱۹۸۱ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک پاکستان میں خصوصاً صوبہ سندھ میں بڑے پیمانے پر فرقہ ورانہ فسادات کروائے گئے تھے ہوئے نہیں تھے۔ کوئی شیعہ سنی آپس میں لڑنے کے لیے تیار نہیں ان کو اکسایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی اپنی صفوں میں انتشار اور تقسیم کا عمل پھیل رہا ہے تو انہوں نے لسانی تنظیموں کو جنم دیا۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت، لسانی تنظیم چاہے ایم کیو ایم کی ہو، چاہے جئے سندھ کی ہو، چاہے پی ٹی آئی کی ہو وہ تمام تر مارشل لاء کی حواری رہی ہیں۔ مارشل لاء نے انہیں سرپرستی دی ہے۔ مارشل لاء نے انہیں تقویت دی ہے۔ اور یہ ۸۵ء آن ورڈز صوبہ سندھ جو ہے اور اس لسانی آگ کے اندر جل رہا ہے۔ اور یہی نہیں، جناب چیئرمین! آج میرا ملک جس دوراہے پر کھڑا ہے واقعی ایک بڑا سنگین چیلنج ہے۔ اس لیے کہ کچھ ملک دشمن قوتیں لسانیت کی آگ کو صوبہ بلوچستان تک بھی پھیلا چکی ہیں۔ اور مجھے دکھ ہے کہ آج میرے ملک میں، میرے ملک کا جھنڈا نہ صرف پہلے سندھ میں جلانے والوں کو رہا کیا گیا بلکہ بلوچستان میں بھی میرے جھنڈے کی بے حرمتی ہوئی۔ مجھے دکھ ہے آج فرنٹیئر میں جناب چیئرمین! وہاں پر نعرہ لگایا جاتا ہے حکومت میں بیٹھے ہوئے وزیروں کی جانب سے کہ فرنٹیئر کو حق علیحدگی حاصل ہے۔ یہ اخبارات گواہ ہیں اور اس کی تردید نہیں کی جاتی۔ اس پر اظہار شرمندگی نہیں کیا جاتا۔ تو اس دور سے ہم گزر رہے ہیں جناب چیئرمین۔ اس دور میں ہمیں بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہے۔ یہ پیپلز پارٹی آئی جے آئی کی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ملک بچانے کی مہم ہے۔ میں بالکل آپ کو واضح طور سے کہہ دوں۔ اگر ملک ہی نہیں رہے گا، اگر اسی طرح سے خلفشار جاری رہا اور اسی طرح سے یہ سماج دشمن، ملک دشمن، عوام دشمن، جمہوریت دشمن قوتوں کی سرپرستی مختلف ویسٹڈ انٹرسٹ سے حاصل رہی تو میرا ملک نہیں بچے گا۔ اگر ان کو کھلی چھٹی رہی۔ کیسے کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ حکومت نے ان لوگوں کے خلاف کیا اقدامات کیے ہیں جو کہتے ہیں کہ صوبہ سرحد کو حق

علیحدگی حاصل ہے۔ وہ ابھی تک حکومت کا حصہ ہیں۔ کیا کہتے ہیں۔ میرا آئین کہتا ہے جناب چیئرمین آرٹیکل 256 کہ Article 256 thatprivate army is not permissible, there it is forbidden. Article 256 clearly provides:-

> "No private organisation capable of functioning as a military organisation shall be formed and any such organisation shall be illegal."

جناب چیئرمین! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پرائیویٹ افواج ہیں صوبہ سندھ جن کی بیخ کنی کرنے کے لیے فوج کو بلایا گیا۔ اور جن لوگوں کی پرائیویٹ آرمی ہیں چاہے ان کا تعلق جئے سندھ سے ہو، چاہے ایم کیو ایم سے، چاہے پی پی آئی سے ان کا تعلق ہو۔ حکومت سندھ اور وفاقی حکومت ان کی حمایت کرتی ہیں۔ اور ایم کیو ایم کے افراد وفاقی اور صوبائی حکومت کا حصہ ہیں۔ اور جئے سندھ کے نمائندے حکومت کا حصہ ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پارلیمانی نظام حکومت ہے۔ کیا اقدامات اٹھائے گئے۔ یہ مشترکہ ذمہ داری ہے۔ پرائیویٹ افواج بنانے کی بیخ کنی تو آپ کر رہے ہیں چوہدری صاحب لیکن انہیں کیوں اپنے گلے سے لگایا ہوا ہے جنہوں نے یہ پرائیویٹ افواج بنائی ہیں۔ آپ کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہاں ٹارچر سیل ہے۔ سب نے تسلیم کیا ہمارے کمانڈر انچیف نے تسلیم کیا۔ وہ بیان دے رہے ہیں۔ بجا طور پر درست بیان دے رہے ہیں۔ آصف نواز صاحب۔ لیکن جناب چیئرمین ان کی بیخ کنی جب تک آپ مکمل طور پر نہیں کریں گے، ممکن ہی نہیں ہے۔ ان کا نیشنلٹی ایکٹ موجود ہے۔ ۱۹۷۵ء سے میرے ملک میں یہ ایکٹ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسانی تنظیمیں الیکشنوں میں اپنے لسانی نام کے ذریعے حصہ نہیں لیتیں۔ اور the proven-tion of Anti-national Activities Act 1974 Sir, provides what is an anti-national activity and that says:-

> Section 2, anti-national activity in relation to an individual or association means anything done by such individual or association whether by committing an act or by words either spoken or written or by design or visible representation or otherwise which is intended to support any claim to bring

about any ground whatsoever the secession of a part of the territory of Pakistan from the federation or which incites any individual or group of individuals to bring about secession."

آگے چل کر کہتا ہے

In "Sub-Clause 3 that, which in any manner encourages of incite or is intended or is likely to or likely or tend to encourage or incite the public or any group thereof to create, open or continue any regional front or Mahaz of any kind based on racial, linguistic or similar ideologies and considerations with a view to disturbing the unity of the people of Pakistan.. Sir, it is clearly provided under the law. Despite these clear provisions, then Article 25 says ; 'no discrimination on the basis of sex, language or region', there is a clear cut proviso. Then Article 14 says about the dignity of the man to be honoured and respected. Sir, is dignity of man respected and honoured in the torture cell that you have just discovered and we have been complaining and condemning since last several years. No, sir, there is a clear cut violation and those who are responsible for those violations these still very much part and parcel of the government and since under the parliamentary form of government it is a joint responsibility, therefore, I hold the entire federal government responsible for the glaring violations of the Constitution and the glaring violations of all applicable law, they are responsible for it. They are keeping mum. Why don't they arrest them, why don't they take action as provided under the Constitution and the law and unless they do it, it will not be possible. Sir, there are three-four major factors which are the main causes of the present disruption and the lawlessness and anarchy and break up of the Constitutional machinery that is;

(1) Ethnic forces - they have to be curbed.

(2) Secretariat forces - they have to be curbed, they have to be controlled, they have to be eliminated because I am warning you, *Moharrum* is just round the corner and I am warning the Federal Government that the next conspiracy of the antidemocratic and anti-state element will be to create the *Shia-Sunni* riots and we have to control it. We have to save our people from losing their life in this madness, in this religious frenzy in this religious extremism, that is why I am oppose to this religious extremism, that is why I

am all for secular society where there is tolerance, where there is respect for each others religion. I am apprehensive of the very serious disastrous incident occurring in *Moharrum* or thereafter..... because these (*Sipah-e-Sehaba,* etc.) are created organizations. They are serving a purpose of vested interests which are against the integrity of Pakistan.

No. 1 Ethnic

No. 2 Sectarian

No. 3 Corrupt police and administration which is directly involved in commission of the heinous crimes and

No. 4 Constitutional terrorism.

You will be surprised to hear this word آئینی دہشت گردی بھی اس ملک پر قائم ہے اس کی وضاحت میں ابھی بعد میں دوں گا جب تک یہ لسانی دہشت گردی یہ sectarian دہشت گردی یہ نوکر شاہی کی دہشت گردی اور آئینی دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہو گا میرے اس ملک میں نہ جمہوریت مضبوط رہے گی نہ میرے ملک کا استحکام مضبوط ہو گا ان چاروں سے ہمیں نجات حاصل کرنا اس وقت کی ضرورت ہے اور military action alone جو ہے صرف military action کے اوپر اکتفا کرنا حماقت ہو گی ایک غیر ذمہ دارانہ فعل ہو گا آپ خالی ملٹری کے اوپر سارا بوجھ نہیں ڈال سکتے اس میں آپ کو سیاسی understanding بھی رکھنی ہو گئی آپ کو سیاسی مسائل کا بھی ساتھ ساتھ حل ڈھونڈنا ہو گا سیاسی مسائل وہ ہیں کہ میرے سندھ کے عوام کو ان کے حق حکمرانی حق حکومت سے محروم کیا گیا ہے آپ نے ان کے حق حکومت کا تحفظ بھی دینا ہو گا صوبوں کی خود مختاری اور autonomy کا احترام کرنا ہو گا وہاں پر financial اور economic crisis اور مسائل کو بھی حل کرنا ہو گا اور ان جعلی انتخابات کو بھی مسترد کرنا ہو گا جب تک آپ یہ political understanding نہیں رکھیں گے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

آپ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے military action ہونا چاہیئے کیوں کہ I am facing private armies. Private armies cannot be curbed and controlled by private armies جیسا کہتے ہیں کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے any ordinary police force. کو Pakistan Army ہی برباد کر سکتی ہے لیکن صرف military action کافی نہیں ہے اس کے ساتھ political package solution بھی دینا ہماری وقتی ضرورت ہے اور نوکر شاہی کا آپ نے کیا احتساب کیا۔ نوکر شاہی جناب چیئرمین خالی ڈاکو اغواء نہیں کرتے تھے وہاں کا سی آئی اے سینٹر سندھ کا پولیس پہلے تو ہوتا تھا۔ kidnapping for ransom میری پولیس اور میرا سی آئی اے مروت کی سرپرستی میں arrest for ransom کرتا تھا arrest for ransom کے واقعات اخبارات میں چھپے ہیں اور جن صحافیوں نے ہمت دکھا کر وہ چھاپا ہے ان کے اوپر حملے بھی ہوئے ہیں اور وہی شخص جو arrest for ransom اور ڈاکوؤں کی سرپرستی کرتا تھا اس کو اسلام آباد سے تین روز پہلے مروت کو یہاں سے جانے دیا گیا یہ کہاں کا انصاف ہے یہ کہاں کی evenhandedness ہے اور جس دن ملک سے مروت فرار ہوا اس کے دوسرے دن ہی پی پی آئی کے اوپر حملہ کیا گیا وہاں اس کے ٹھکانوں پر بھی آپ نے ضرور چھاپے مارے لیکن مروت کو کیوں جانے دیا اور دکھ اور افسوس تو یہ ہے کہ وہ صدر مملکت کی کار کے اندر بیٹھ کر terminal تک پہنچا اس سے جہاز میں بیٹھا۔ جناب، اس سے عوام میں ایک impression پڑتا ہے کہ آپ منصفانہ طور پر اپریشن نہیں چلا رہے اس سے آپ غلط فہمیاں generate کرتے ہیں Police is involved in henious crimes, Mr. Chairman police is involved in arrest for ransom.

Mr. Chairman: Two minutes more, please.

سید اقبال حیدر: جناب، میری گزارش یہ ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے ۲۰ منٹ بولا تھا مجھے ۵ منٹ دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین: Two minutes more, please.

سید اقبال حیدر: جناب والا! آپ ۵ منٹ عنایت فرمادیں۔

جناب چیئرمین: Only two minutes اس طرح میں ہر ایک کے لیے نیا قانون بناؤں گا مشکل ہو جائے گی۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں political forces کی understanding ہونی چاہیئے۔ میں نے بہت کچھ کہنا تھا لیکن political forces میں understanding وقت کا تقاضا ہے لیکن لسانی اور فرقہ وارانہ تنظیموں سے understanding کے خلاف ہوں کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب والا! کہ وہ کسی لسانی جماعت کے یا فرقہ وارانہ جماعت کے لوگ جو ہیں وہ اسمیں ملوث ہیں انہیں معاف کر دیا جائے۔ قطعاً نہیں، کسی کو نہ معاف کریں، دہشت گرد، دہشت گرد ہے چاہے اس کا تعلق کسی لسانی جماعت سے ہو، کسی سیاسی جماعت سے ہو، کسی مذہبی جماعت سے ہو اس کی بیخ کنی بالکل ہونی چاہیئے اور یہ جو آپ نے کیا کہ دہشت گردوں کے دروازے کھولے ہیں سٹیل کے وہ دروازے کھولنا کافی نہیں ان کو توڑنا بڑا ضروری ہے اور کتنی عقوبت گاہیں ہیں میں نے کل کے اخبار میں پڑھا کہ ۱۷ اور عقوبت گاہیں پکڑی گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ صرف کراچی میں ۱۷ پکڑی گئی ہیں۔ حیدر آباد میں جو لاتعداد عقوبت گاہیں ہیں جہاں پر کہ شبلی جیسے لوگوں کو ٹارچر کیا گیا تھا ڈرل مشینوں سے اس کے جسم کے چھید اگیا تھا ان کا کیا ہوا جناب، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی مکمل بیخ کنی ہونی چاہیئے کوئی concession نہ ہو آپ نے اگر دروازے قائم رکھے اور صرف کھولے تین مہینے بعد یہ دروازے پھر استعمال کریں گے دہشت گرد۔ ان کو مسمار کرنا ضروری ہے۔ آپ نے اگر عقوبت گاہوں کو ختم کیا لیکن آپ نے اینٹ سے اینٹ نہیں بجائی تو یہ عقوبت گاہیں پھر استعمال کی جائیں گی آپ نے اگر کسی ایک فرد کے ساتھ بھی رعایت برتی سیاسی طور کے اوپر جیسے آپ نے مروت کے ساتھ رعایت برتی ہے تو پھر لوگ آپ کی نیک نیتی پر شک کریں گے اس لیے کسی کے ساتھ رعایت نہ برتی جائے اور مجھے دکھ ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں میرے صوبے میں جو

کارروائیاں ہوئی ہیں دہشت گردی کی اس میں تمام اردو بولنے والوں کو بدنامی اور شرمساری اٹھانی پڑی۔ تمام اردو بولنے والے ایم کیو ایم سے تعلق نہیں رکھتے۔ مجھے فخر ہے کہ میں بھی اردو بولنے والا سندھی ہوں اور اب اس ملک میں کوئی مہاجر نہیں ہے۔ جناب، مہاجر وہ شخص ہوتا ہے جس کا کوئی ملک نہیں ہوتا اس کو اس ملک میں حق نہیں ہوتا اور اس کے لیے فرض ہے کہ وہ افغان مہاجرین کی طرح پھر اس ملک سے واپس چلا جائے اگر وہ اپنے آپکو مہاجر تصور کرتا ہے۔ میں پاکستانی ہوں اور صوبہ سندھ میں رہتا ہوں تو میں سندھی ہوں اور مجھے فخر ہے کہ وسیع تر vast majority of the Urdu Speaking کے جذبات کی نمائندگی میں آج کر رہا ہوں جو کہ امن، شانتی، پیار اور اتحاد پر یقین رکھتے ہیں۔ دہشت گردی کے سخت خلاف ہیں لیکن چونکہ ان کو بار بار مہاجر، مہاجر، مہاجر کہا جاتا ہے تو بہت سے لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی مہاجر نام نہاد قومیت کی حمایت کرنے لگے ہیں اس لیے انہیں سیاسی تشخص دیا جائے انہیں سندھی تسلیم کیا جائے فراخدلی سے جو اپنے آپ کو سندھی کہتے ہیں دوسرے میں ان اردو بولنے والوں کی نمائندگی کرتا ہوں جو کہ کہتے ہیں کہ ہم پرامن بقائے باہمی پر یقین رکھتے ہیں ہم یہاں پر اپنے سندھ میں بسنے والے ہر سندھی سے چاہے وہ اردو بولتا ہو، چاہے سندھی بولتا ہو، چاہے وہ پنجابی بولتا ہو، چاہے پشتو بولتا ہوں ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے آپس کے اختلافات یا شکایتوں کو دور کرنے کے لیے مذاکرات کے ذریعے طے کرنے کے لیے تیار ہیں۔ دہشت گردی کی ہم مذمت کرتے ہیں مذمت کرتے رہیں گے اور دہشت گرد اردو بولنے والوں کی بدنامی کا باعث بنے ہیں اس لیے میں پاکستان کے عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ ہر اردو بولنے والے ایم کیو ایم کا دہشت گرد کہہ کر اس کی تذلیل اور اس کے جذبات کی توہین نہ کریں کیوں کہ مجھے بھی اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ یہ بھی ایم کیو ایم ہے جب کہ میں ایم کیو ایم یا ہر لسانی سوچ یا ہر دہشت گردی کی کارروائی پر لعنت بھیجتا ہوں اس کی مذمت کرتا ہوں اور اس کے خاتمے کے لیے میں ہر ممکن کوشش کروں گا اور میں ہر ممکن تعاون دوں گا لیکن یہ operation clean up جو

ہے بالکل بلا خوف و خطر بالکل ایمانداری کے ساتھ اور انصاف کے ساتھ ہو اور آخری آٹھویں ترمیم آئینی دہشت گردی کا نشان ہے۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Please sit down. I want discipline from you Iqbal Haider, please.

Syed Iqbal Haider: Sir, one sense.

Mr. Chairman: No. I want you to show discipline. Please sit down.

ایک اتنی اچھی تقریر کر کے پھر آپ خواہ مخواہ ایک الٹی بات کر دیتے ہیں۔ اقبال حیدر صاحب اس کے بعد اس کا موقع آئیگا۔

جناب منظور احمد گچکی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے اپنے دوشت کی تقریر کے دوران مناسب نہیں سمجھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، اچھا کیا interrupt نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب منظور احمد گچکی: لیکن ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے میں کہنا چاہتا ہوں کہ repeatedly انہوں نے کہا میں لسانی تنظیموں سے انڈر سٹینڈنگ نہیں کرتا اور نہ خود کرتا ہوں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ۱۴ مہینے ایم کیو ایم کے ساتھ اتحاد کر کے وہ کیا ثابت کرنا چاہتے تھے کیا اس وقت کوئی سچوائیشن چینج ہو گیا تھا کیا اس دور میں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان یرغمالیوں کا ایکسچینج نہیں کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر ریز کیا ہے۔ this is no point of order. یہ ان سے سوال ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے سٹیل مل کے لوگوں کو آپس میں ایکسچینج کیا گیا۔ یہ انہیں اس وقت پتہ نہیں تھا کہ وہاں پر مقید ہیں جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں جب اپنا وقت ہو تو ہر چیز جائز ہے جب دوسرے کا وقت ہو تو پھر ہر چیز ناجائز ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے آپ نے بات کر دی۔

جی جتوئی صاحب۔ دیکھیئے ٹائم کم ہے جتوئی صاحب نے جانا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں بڑی اچھی تقریر کی ہے مگر انہوں نے ایک انصافی کی ہے الذوالفقار کا نام یہ کیوں بھول گئے۔

سید اقبال حیدر: میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ جنرل ضیاء الحق کی تنظیم ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں عرض کر رہا تھا یہ نصرت بھٹو کا بیان ہے۔ الذوالفقار میرے بیٹے نے بنائی تھی.....

جناب چیئرمین: This is not a point of order please sit down جب اس کا موقع آئے گا یہ بات کر لیں گے۔

یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میری گزارش یہ ہے کہ اب تو ٹائم.....

جناب چیئرمین: ایسا ہے کہ we will give you half an hour آپ کو آدھا گھنٹہ پورا دیں گے۔ نہیں، ان کو کرنے دیں، انہوں نے جانا بھی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: بات یہ ہے کہ میں اہم تقریر کرنا چاہتا ہوں میرے پاس کافی فیکٹ اینڈ فگرز ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ کو پورا آدھا گھنٹہ دیں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: دوست کہتے ہیں کل کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جناب گلزار صاحب۔

جناب گلزار احمد خان: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب آپ نے بڑی مشکل سے اور منٹ سماجت کے بعد مجھے موقع دیا۔ جناب، بہت سے حقداروں کے حق نہیں وہ لے رہے ہیں میں بھی غریب تھوڑا سا کچھ لے لوں گا تو آپ کا حضور کیا جائے گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: خدا کرے پاکستان کے سب غریب آپ جیسے ہو جائیں۔

جناب گلزار احمد خان: اچھا جی اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اچھا بنائے۔ حضور والا! سب نے بہت اچھی باتیں کیں اور سندھ کے حالات پر تبصرہ کیا چند ایک لوگوں نے تجاویز بھی دیں سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا یہ سندھ کا بحران اور سندھ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے کیونکہ سندھ ہمارا دل ہے ہماری جان ہے اور ہماری روح ہے اس کے بغیر ہمارا ملک نہیں چل سکتا اس سے پیشتر میں اظہار خیال کروں تو indirectly چند ایک جو میرے اظہار خیال سے منسوب ہیں میں عرض خدمت کروں گا امید ہے آپ شاید اس سے محظوظ بھی ہوں۔ میرا بیان جو ہے یا میری جو تقریر ہے اس کا مقصد بھی آپ کی سمجھ میں آسکے۔ جناب والا! ایک جگہ پر ایک مزاحیہ پرفارمنس ہو رہی تھی تو وہاں پاکستان کے مختلف شہروں کے لوگوں کے مزاجی کے متعلق اظہار خیال وہ کر رہے تھے۔ تو اس میں جیسے ملتان کا ذکر آیا تو ان کے مزاج کے متعلق کہنے لگے کہ ملتان کے لوگ اتنے حلیم ہیں جب وہ اپنے نوکر کو بلواتے ہیں تو کہتے ہیں (پنجابی) اس قسم کی باتیں ملتان کے لوگوں کے مزاج کے مطابق ہیں۔ پھر انہوں نے لاہور کے مزاج کے مطابق بات کی تو وہ کہنے لگے کہ جب کوئی مہمان لاہور کے کسی گھر میں جاتا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ میں لاہور کے لوگوں کے لیے کہہ رہا ہوں تو وہ ایسے محسوس کرتا ہے شام کو کھانے پر یا ادھر ادھر کہ صبح میزبان اپنے مکان کی رجسٹری اس کے نام کر رہا ہے تو متعلقہ جو بات ہے جس پر اب میں آؤں گا۔ آخر گوجرانوالہ کے متعلق انہوں نے ذکر کیا تو میں بڑے مودبانہ طریقے پر غلام دستگیر صاحب سے معذرت خواہ ہوں کہ گوجرانوالہ کا مزاج جو انہوں نے بتایا تو انہوں نے کہا کہ گوجرانوالہ میں کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پھنٹی لگتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیسے پھنٹی لگتی ہے۔ بتایا کہ ایک صاحب گوجرانوالہ میں ایک جگہ کھڑے ہو گئے میرے جیسے غریب مسکین آدمی تھے وہ پوڑی حلوہ لسی وغیرہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں تو دس منٹ کے بعد دیکھا کہ دو پہلوان ان کی طرف آرہے ہیں وہ خوش ہوا کہ میرے ساتھ کوئی بات چیت کرے گیا لیکن آتے ہی پہلوان نے تڑ، سے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہنے لگا کہ "اوے تیرا کوئی مر

گیا ہے'' ''تو اٹھے چپ چاپ کھلوتا ہویاں ایں تیرا کوئی مر گیا ہے' وہ بے چارہ پہلے تو بڑا حیران ہوں اس کے بعد کہنے لگا کہ یہ کیا مسئلہ ہو گیا پھر جب اس نے دیکھا کہ یہ پہلوان تو بڑے تکڑے ہیں تو خاموشی سے کہنے لگا کہ پہلوان جی میں تو یہ دیکھ رہا ہوں یہ کیا ہو رہا ہے بڑے صحت مند لوگ ہیں بڑا اچھا کھانا پینا کر رہے ہیں تو انہوں نے تڑخ سے دوسرا طمانچہ اس کے منہ پر مارا اور کہنے لگے ''اوے اگوں بولنا ایں' جواب دینا ایں' تمہیں شرم نہیں آتی وہ جناب پھر خاموش ہو گیا پھر اس کے بعد اس نے سوچا یہ بہتر ہے میں یہاں سے چلا جاؤں اور ان سے جان چھڑالوں تو وہ کہنے لگا اچھا جناب میں جاتا ہوں آپ کی بڑی مہربانی میں کچھ بھی نہیں بولتا تو انہوں نے پھر اس کو مارنا شروع کر دیا کہنے لگا ''تو جا کر حمایتوں کو لاتا ہے'' تے اسی اتے ٹھیک کرنے آن'' تو جناب یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ نہ بولیں تب بھی پھنٹی بولیں اچھا بولیں تب بھی پھینٹی اور برا بولیں تو پھینٹی پڑنی پڑنی ہے۔ جناب والا! لالیکا صاحب کو بڑا مزہ آرہا ہے سن رہے ہیں۔ اب میں اپنا اظہار خیال کرتا ہوں چاہے مجھے پھینٹی لگے کچھ بھی ہو بہر حال کہنا تو پڑے گا۔ جناب والا! تفصیل اور حالات کے متعلق تو میرے دوستوں نے اتنا کچھ کہا ہے میرے خیال میں ان سب تجاویز کو اکٹھا کر لیا جائے تو اس بحران کا حل نکل سکتا ہے لیکن میں اس وقت یہ عرض کروں گا اس وقت ہمارے سامنے اس بحران کے دو مسائل ہیں ایک مسئلہ تو اس ملک کی سلامتی اور بقاء کا ہے۔ دوسرا مسئلہ اس ملک میں جمہوری ادارے کو قائم و دائم رکھنا اور اس کو مزید فعال بنانا اور اس کو چلانا۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم اور بنیادی مسئلے ہیں جس کے متعلق میں آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں اور اس معزز ایوان کے سامنے یہ پیش کر رہا ہوں۔ جناب والا! ان حالات کے تحت ہمیں کسی پارٹی یا کسی شخصیت کے سامنے نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ ملکی بقاء سلامتی اور اس جمہوری ادارے کا جو فروغ ہے اس کو قائم دائم رکھنا ہے سب سے زیادہ اہم اور عزیز مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! اگر یہ ملک ہو گا تو یہ شخصیتیں یہ پارٹیں اس ملک پر حکومت کریں گی ورنہ اگر یہ ملک نہیں ہو گا تو نہ کوئی پارٹی اور نہ کوئی شخصیت اس ملک پر حکومت کرنے کے قابل ہو

گی۔ جناب والا! یہ اعتراض کر رہے حالانکہ بہرہ ور سعید صاحب کے طرز تقریر کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کروں اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں۔ تو میں نے نوٹ کیا ہے کہ یہ کتوں کے کان بلیوں کو لگاتے ہیں اور بلیوں کے کان کتوں کو لگا دیتے ہیں۔ میرا تو ان کے متعلق یہ observation ہے اگر یہ ناراض ہوں، معذرت کے ساتھ،

(مداخلت)

جناب گلزار احمد خان: اب جناب مجھے تقریر کرنے دیں، مجھے موقع دیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جناب والا! آج ہم اس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ہم disintigration کے دھانے پر کھڑے ہیں اور بھلا ہو اس فوج کا کہ وہ غیر جانبدارانہ آپریشن کر رہی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپریشن ملک کے تحفظ اور اس کی بقا کے لیے کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ ہم سب کو، تمام پولیٹیکل پارٹیوں کو مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ افہام و تفہیم کرنی چاہیے اور جو معاملات ہیں، جو اختلافات ہیں ان کو دور کر کے فوج کی امداد کرنی چاہیے اور ان کے ساتھ cooperate کرنا چاہیئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف سندھ میں ہی نہیں ہے۔ اگر دوسرے علاقوں میں بھی حکومت نے اور فوج نے آپریشن کیا تو دہشت گردی کے ساتھ وہاں آپ کو فیوڈرل ازم بھی نظر آئے گا جہاں آپ کو کم و بیش اسی قسم کے مسائل سامنے آئیں گے۔ لوگ ان سے پریشان ہوں گے اور یہ ایک حیرت کا مقام ہو گا۔

جناب والا، اگر ہم نے افہام و تفہیم اور سیاسی طور پر مسائل کو طے نہ کیا تو پھر میں یہ کہوں گا ہم مارشل لاء کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں مارشل لاء آئی تو صرف اور صرف سیاست دانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے آئے گی۔

جناب چیئرمین! میں یقین سے یہ کہوں گا کہ یہ ملک اب مارشل لاء کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ فوج اس وقت ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لئے آپریشن کر رہی ہے اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہے کہ اس ملک کی سلامتی اور بقا کا تحفظ کیا جائے لیکن میری یہ بات بھی

نوٹ کی جائے کہ اس مرتبہ اگر مارشل لاء آیا تو یہ اس ملک کی سلامتی اور بقا کے لئے بھی انتہائی خطرناک ہو گا۔

اب میں ایک اور بھی عرض کروں گا کہ جیسے میرے فاضل دوست نے محترمہ بے نظیر بھٹو کا ذکر کیا تھا۔ کہ اگر ہم حقیقت پسندی سے کام لیں تو یقین کریں محترمہ بے نظیر بھٹو ایک چٹان کی طرح علیحدگی پسند عناصر کے خلاف کھڑی ہے جو سندھ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے۔ میں نے حکومت کو اس مسئلہ کے بارے میں بارہا افہام و تفہیم کے لئے پیش کی لیکن میں آج اس فلور پر کھڑے ہو کر حکومت کے ارکان کو یہ پیش کش کرتا ہوں کہ ہم جو اس منجھدار میں پھنسے ہوئے ہیں، جو اس گھناؤنے بحران میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آئیں، اس بحران سے نکلنے کے لیے افہام و تفہیم کریں۔ اس کے لئے ہمیں کوئی وزارت عظمیٰ نہیں چاہیئے۔ ہمیں کچھ نہیں چاہیئے۔ یہ باتیں میں محترمہ بے نظیر کے ایثار و قربانی کے جذبہ کے تحت کر رہا ہوں اور ان کی blessings سے کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج اگر بلکہ ابھی سے.....

جناب چیئرمین: وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب گلزار احمد خان: جی میں ختم کر رہا ہوں۔ ہم اگر ابھی افہام و تفہیم کی طرف چل پڑیں تو میرے خیال میں ہم اس ملک کو کسی طریقے سے بچا سکتے ہیں اور پھر اس ملک میں ہم جو جمہوری ادارے ہیں ان کو فروغ دے سکتے ہیں۔ اور ان کو مزید فعال بنا سکتے ہیں۔ مہربانی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آج اور کوئی مزید کام کی گنجائش نہیں ہے تو کل

We adjourn this House till tomorrow at 10.00 a.m.

[The House then adjourned to meet again at 10.00 O'clock in the morning on Thursday, June 25, 1992.]

PCPPI—522(96) Senate—26-2-2000—150.